عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

عمرہ
فضائل و احکام

جلد: ۴۱ | ۱۴تا۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲ر اپریل ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۵

وفاق المدارس اور دینی مدارس کا کردار

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا
جامع امدادیہ کوئٹہ میں کنونشن سے خطاب

روزہ کے ضروری مسائل

غزوۂ بدر
اسباب و وجوہات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

خواتین کی تراویح کی جماعت

س:......اگر کوئی حافظہ لڑکی ہو تو کیا وہ خواتین کو جماعت سے تراویح پڑھا سکتی ہے؟

ج:......خواتین کی جماعت تو جائز نہیں، لیکن اگر کوئی حافظہ خاتون ہو اور قرآن بھولنے کا اندیشہ ہو تو وہ اس طرح کرے کہ تراویح میں قرآن سنا دے اگر کچھ خواتین اپنے طور پر آ کر شامل ہو جائیں تو یہ ان کے درمیان صف میں کھڑی ہو جائے بشرطیکہ اس محلّہ میں اعلان نہ کیا جائے اور دوسری خواتین کو تراویح کی دعوت نہ دی جائے۔

ترکہ میں سے اپنا حصہ پانے والا وارث مزید کا حقدار نہیں

س:......ہمارے والد کا انتقال ۲۰۰۲ء میں ہوا۔ ان کے ترکہ میں ایک مکان، ایک گاڑی اور کچھ نقدی تھی، جبکہ ورثاء میں بیوہ، سات بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ ۲۰۰۴ء میں مرحوم کے ایک بیٹے نے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا تو ترکہ کی مجموعی مالیت کا حساب کیا گیا جو کہ ۲۵۹۷۵۰۰ بنی، تو اس وقت شرعی حصہ کے مطابق ان کے حصہ کی کل رقم جو کہ ۳۰۳۰۴۱.۶۶ روپے بنتی تھی ادا کر دی گئی اور یہ رقم دو بھائیوں نے مل کر اپنی طرف سے ادا کی اور مکان فروخت نہیں کیا۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ ہم جس بھائی کو اس کے حصہ کی رقم دے چکے ہیں کیا اس مکان میں اب اس کا کوئی حصہ ہوگا یا نہیں! اور کیا وہ آج کے حساب سے اپنا مزید حصہ طلب کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور جن دو بھائیوں نے رقم اپنی طرف سے ادا کی ان کا حصہ مکان میں زیادہ ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں وضاحت فرمادیں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں جن دو بھائیوں نے مل کر ترکہ والے مکان کا حصہ اپنے ایک بھائی کو مکمل طور پر ادا کر دیا تھا تو مکان میں جو اس کا حصہ تھا وہ اب ان دونوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ لہٰذا اب اس کا اس ترکہ کے مکان میں کوئی حصہ باقی نہیں رہا اور نہ ہی آئندہ وہ مزید کسی حصہ کا مطالبہ کرنے کا مجاز ہوگا، کیونکہ وہ اپنے حصہ کی مکمل قیمت وصول کر چکا ہے۔ اس کا حصہ ان دونوں بھائیوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ اس کے علاوہ دیگر ورثاء کی طرح یہ اپنا اپنا حصہ بھی وصول کریں گے۔

بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ

س:......کیا بیوی کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، کیونکہ بیوی تو شوہر پر ہی انحصار کرتی ہے، وہ کہاں سے زکوٰۃ ادا کرے، شوہر اگر اس کو نہ دے تو کیا وہ گناہگار ہوگی؟

ج:......اگر کسی کے پاس سونا چاندی یا نقد رقم اس قدر ہو کہ وہ صاحبِ نصاب بن جائے۔ مثلاً اگر صرف سونا ہو تو ساڑھے سات تولہ ہو، اگر صرف چاندی ہو تو ساڑھے باون تولہ ہو۔ اگر صرف نقدی ہو تو وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر ہو یا ان میں سے دو چیزیں مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہوں اور اس پر کوئی قرض نہ ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ واجب الادا ہے، لہٰذا اگر یہ نصاب شوہر کے پاس ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور بیوی کے پاس ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر دونوں کے پاس یہ نصاب ہو تو دونوں پر اپنی اپنی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ بیوی کے پاس اگر اپنے زیور کی زکوٰۃ دینے کے لئے رقم نہ ہو تو وہ اپنا کچھ زیور فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا وہ اپنے جیب خرچ میں سے جمع کر کے تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر سکتی ہے۔ شوہر بھی اگر اپنی بیوی کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، بیوی کے ذمہ سے زکوٰۃ کا فریضہ ادا ہو جائے گا اور یہ شوہر کا بیوی پر احسان ہوگا اور اجر و ثواب بھی ملے گا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۱۴تا۲۰؍رمضان المبارک۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲؍اپریل ۲۰۲۲ء شمارہ:۱۵

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا غلام مصطفیٰؒ کا وصال	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
وفاق المدارس اور دینی مدارس کا کردار!	۶	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
رمضان... مسند صدارت کا حقدار	۱۰	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
روزے کے ضروری مسائل	۱۳	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
عمرہ.... فضائل واحکام	۱۷	مفتی محمد عارف باللہ القاسمی
غزوۂ بدر... اسباب ووجوہات	۲۰	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
امتناع قادیانیت آرڈی نینس	۲۴	مولانا محمد ابوبکر حنفی شیخوپوری
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ:۸۰ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی:۳۵۰روپے، سالانہ:۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا غلام مصطفیٰؒ چناب نگر کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بہاول نگر ضلع کی تحصیل منچن آباد کا سرحدی گاؤں ڈبر شکر گنج میں جناب محمد عباس سکھیرا کے ہاں مولانا غلام مصطفیٰ ۱۹۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دینی تعلیم کا بیشتر حصہ مدرسہ عربیہ صادقیہ منچن آباد سے مکمل کیا۔ دورۂ حدیث شریف جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر سے کیا۔ اس کے بعد ملتان میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے ہاں سہ ماہی ردِ قادیانیت کورس دفتر مرکزیہ ملتان میں مکمل کیا۔ خوشاب، سرگودھا، چناب نگر اور سیالکوٹ مختلف مقامات پر دینی خدمات سرانجام دیتے رہے، چناب نگر میں تقرری کے بعد بھی پہلے خوشاب پھر سیالکوٹ میں جزوی وقت دیتے رہے۔

آپ نے زیادہ تر وقت مولانا محمد اکرم طوفانی کی زیر تربیت و زیر نگرانی گزارا اور زیادہ تر انہی کا رنگ مولانا غلام مصطفیٰ پر جما، بول چال، کھڑکا، دڑکا میں وہ مولانا محمد اکرم طوفانی کا پرتو نظر آتے تھے۔ جہاں کہیں قادیانی فتنہ سر اٹھاتا، ان کی کوئی سرگرمی نظر آتی، آپ ان پر اس تیزی کے ساتھ یورش کرتے کہ دم بخود ہوکر، دم دبا کر بھاگتے قادیانی نظر آتے، ان کے تمام منصوبوں اور سازشوں کو پیوند خاک کرنے میں آپ دیر نہ لگاتے۔

مولانا غلام مصطفیٰ نے چناب نگر مدرسہ ختم نبوت اور چناب نگر ریلوے اسٹیشن جامع مسجد محمدیہ دونوں کے نظم پر نظر رکھی۔ آپ کا وجود قادیانیت کے لئے سوہانِ روح تھا۔ آپ ختم نبوت کی موثر و بھرپور آواز تھے۔ آپ بہت ہی اجلے کردار کے مالک تھے۔ چناب نگر کو پہلے ضلع جھنگ لگتا تھا، آپ اپنے رفقاء اور علاقہ کے غریب مسلمانوں کا سہارا تھے، ان کے سرکاری دفاتر سے کام کرانے میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرکے جاتے اور حتی الامکان غریب ساتھیوں کا کرایہ بھی خود ادا کرتے۔ اس حوالے سے آپ نے غریب خلق خدا کی خدمت کا ایک ریکارڈ قائم کیا۔ آپ کی حق پرستی کا یہ عالم تھا کہ تمام آفیسروں کی آپ کے متعلق یہ رائے تھی کہ آپ جس کی بابت سفارش کریں وہ حق پر ہوتا ہے۔ ناجائز امداد یا غلط بیانی کا آپ کے ہاں تصور نہ تھا۔ آپ کی اس حق بیانی کے باعث دوست و دشمن آپ سے خم کھاتے تھے۔ آپ جس کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے وہ مقدر کا دھنی سمجھا جاتا۔

مولانا غلام مصطفیٰ بجا طور پر سچے عاشق رسول تھے۔ قادیانیوں کے متعلق کسی بھی قسم کی نرمی یا رواداری کا آپ کے ہاں تصور نہ تھا۔ ان کے نزدیک سانپ اور بچھو سے مصلحت روا تھی۔ قادیانیوں سے خواب میں بھی اس مصلحت کے روادار نہ تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا، جس کے ساتھ صلح ہے سو صلح ہے جس کے متعلق دل میں میل ہے، اس کا اظہار کرنے میں تاخیر نہ کرتے۔ بسا اوقات آپ کی اس روش پر بعض ساتھی ناک بھوں چڑھاتے، لیکن آپ

اپنی ڈگر پر قائم رہتے۔ آپ نے قادیانی گروہ کو چناب نگر میں ایسی نتھ ڈال رکھی تھی کہ ان کی قیادت تک کی آنکھوں میں کھٹکتے تھے۔ ان تمام تر حالات کے باوصف آپ دائیں بائیں کی بجائے اپنی متعین کردہ راہوں پر استقامت کے ساتھ آخر وقت تک گامزن رہے۔

مولانا کی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک یہ خوبی تھی کہ وہ نکاح پڑھانے پر قطعاً ہدیہ قبول نہ کرتے بلکہ مقدور بھر دلہن و دلہا کو کچھ نہ کچھ پیش کرتے تھے۔ مولانا نے سماجی طور پر اہل علاقہ کی بڑی بھرپور خدمت کی۔ موت فوت، خوشی غمی میں برابر شریک ہو کر ان کی خوشیوں کو دوبالا اور غم کو ہلکا کرنے کا شیوہ رکھتے تھے۔

مولانا کا ایک بیٹا ہوا اور تھوڑے دنوں بعد ذخیرۂ آخرت ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ عرصہ سے شوگر نے بھی گھیر رکھا تھا، اس کا جگر و گردوں اور نظر پر بھی اثر ہوا۔ نظر کا آپریشن بھی کرایا جو کامیاب رہا۔

وفات سے ہفتہ دس دن قبل آپ کو پیشاب کی بندش کے صبر آزما مرحلہ سے گزرنا پڑا۔ لالیاں یٰسین ہسپتال سے علاج کرایا، آپریشن کامیاب رہا۔ گھر تشریف لائے بظاہر صحت ٹھیک تھی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، دوسرے رفقاء سمیت فقیر عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ گردوں اور جگر کے متعلق بتایا کہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ وہ متاثر ہیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ مولانا! وقت متعین ہے، یہ بیماریاں سب بہانہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دیں آخر وقت تک کسی کا محتاج نہ کریں۔ جب وقت موعود آ جائے اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرمائیں۔ اس پر وہ بار بار آمین کہتے رہے۔ زندگی میں کہا سنا معاف کرانے کی بابت بھی فرمایا۔ اس وقت تو فقیر نے ان کے سامنے بات مزاح میں ٹال دی۔ لیکن جب اٹھ کر باہر آئے تو دل کو چوٹ ضرور لگی کہ مولانا غلام مصطفیٰ نے اس بیماری کو سنجیدہ لیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں۔

یہ ملاقات ۲۷؍ مارچ کو ۲۰۲۲ء کو ہوئی اور زندگی کی آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ یکم اپریل ۲۰۲۲ء کو جمعہ کے روز حاصل پور جمعہ پڑھانے کے سفر پر تھا کہ چناب نگر جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کے ناظم تعلیمات مولانا محمد الیاس کا فون آیا کہ مولانا غلام مصطفیٰ وصال فرمائے آخرت ہو گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ہوا یہ کہ آپریشن کے بعد ایک آدھ دن تو معاملہ ٹھیک رہا، اس کے بعد سانس لینے میں دشواری سمجھے کہ پھیپھڑوں کے نقص نے سر اٹھایا ہے۔ پہلے سول ہسپتال، پھر الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل کرائے گئے۔ ان کے عزیز بھی منچن آباد سے تیمارداری کے لئے حاضر ہوئے۔ تا آنکہ جمعہ کے دن صبح گیارہ بجے کے قریب اپنی جان حق تعالیٰ کے سپرد کر کے فارغ ہو گئے۔ آپ کو چناب نگر جامعہ ختم نبوت لایا گیا۔ جمعہ کے روز اڑھائی بجے کے لگ بھگ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری شیخ الحدیث جامعہ ہذا کی امامت میں نماز جنازہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا سیف اللہ خالد مسؤل وفاق المدارس درجۂ کتب و مولانا قاری عبدالحمید مسؤل درجہ حفظ وفاق المدارس ضلع چنیوٹ، مولانا الیاس الرحمٰن، قاری عبیدالرحمٰن کی ہمراہی میں آپ کے جسد خاکی کو چناب نگر سے منچن آباد لایا گیا۔ رات دس بجے کے بعد آپ کا یہاں جنازہ ہوا۔ اس کے بعد ان کے جسد خاکی کو رحمت حق کے سپرد کر دیا گیا۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ خوب وقت گزارا، بڑے بہادر، جری اور حق گو انسان تھے۔ ان کی جرأت و پامردی کی داستانیں تاریخ کا حصہ ہیں۔ جتنا عرصہ رہے خوب سج دھج سے رہے۔ ’’بھجو بھج، نسّونس‘‘ میں زندگی گزاری۔ وہ ایک نظریاتی رہنما تھے، اور سراپا وفا تھے، جنازہ بھی ختم نبوت کے مرکز سے اٹھا۔ رحمۃ اللّٰہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

وفاق المدارس اور دینی مدارس کا کردار!

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا سعداللہ سعدی

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے، جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا اور درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

۲؍جمادی الثانیہ۱۴۴۳ھ مطابق ۶؍جنوری ۲۰۲۲ء جمعرات کے روز نائب رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے وفاق المدارس کے تحت جامعہ امدادیہ کوئٹہ میں منعقد ہونے والے ’’خدمات دینی مدارس کنونشن‘‘ میں شرکت فرمائی، اس موقع پر آپ نے فکر انگیز خطاب بھی فرمایا، حضرت صدر وفاق مدظلہم کے خطابات اکابر کے مزاج ومسلک اور ذوق ومشرب کو سمجھنے کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یقیناً یہ تربیتی بیانات ہیں، جن کے مطالعے سے فکر وعمل کی راہیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ وقیع خطاب ہدیۂ قارئین ہے۔(ادارہ)

خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

کلمات شکر اور محفل میں حاضری پر اظہار مسرت:

حضرات گرامی قدر! حضرت مولانا عبدالستار شاہ صاحب دامت برکاتہم سرپرست وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب دامت برکاتہم العالیہ راہنما جمعیت علمائے اسلام، میرے انتہائی محترم علمائے کرام! مہتممین عظام!...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج مجھے اس مبارک اجتماع میں شرکت کرنے کی اتنی خوشی محسوس ہورہی ہے اور میں اس کو اپنے لئے بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ اس کا اظہار الفاظ کے ذریعے ممکن نہیں، تقریباً نومبر کے مہینے سے ہم اس فکر میں تھے کہ آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب اور حضرت مولانا امداداللہ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ ان حضرات نے اس اجتماع کا انعقاد فرمایا اور میں جناب قاری نورالدین صاحب (مہتمم جامعہ امدادیہ کوئٹہ) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس عظیم الشان مدرسے میں اجتماع کے لئے بہترین انتظام فرمایا۔ اور جن جن حضرات نے اس مبارک اجتماع میں شرکت کی میں ان کو تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

وفاق المدارس العربیہ کے ساتھ یکجہتی اور قربانی کا جذبہ:

اس مدرسے میں غالباً میری حاضری پہلی بار ہورہی ہے مگر میرے بہت سارے ساتھی یہاں پر موجود ہیں، شیخ الحدیث، ناظم تعلیمات اور اساتذہ کرام بھی ہیں۔ دیگر تمام حضرات بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے محض دین کے ساتھ محبت کی بناء پر، مدارس کے ساتھ محبت کی بناء پر اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے محبت کی بناء پر سفر کی مشقتیں جھیل کر یہاں تشریف لائے، ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ شاید ان حضرات کے آنے میں دشواری ہو، سردی کا موسم بھی ہے اور بعض علاقوں میں برف باری بھی متوقع تھی، لیکن آج کا یہ مجمع جس نے اس مدرسے میں ایک بہار قائم کی ہوئی ہے، یہ اس بات کی نشانی ہے کہ علم دین اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان جو کہ ایک سائبان کی مانند ہے، یہ حضرات مشقت جھیل کر اس کے ساتھ یکجہتی اور اس کے لئے قربانی دینے کے جذبے کا اظہار فرمانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا سرٹیفکیٹ:

واقعہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ہم پر بہت احسانات فرمائے ہیں، ہمارے سر سے لے کر پاؤں تک، اور ہمارے جسم کا ایک ایک رُواں اللہ جل جلالہ کی نعمتوں کی بارش سے مستفید ہورہا ہے، لیکن ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت، سب

سے بڑا احسان اور سب سے بڑا انعام ہم پر یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ہمیں اپنے دین کے علم کے ساتھ وابستہ فرمادیا، آپ تصور کریں کہ ہمارا رشتہ علم دین کے ساتھ نہ جڑتا تو ہم کن گمراہیوں میں اور کن بداعمالیوں میں ڈوب سکتے تھے؟!، اللہ تعالیٰ نے علم دین کے پڑھنے اور پڑھانے کے ساتھ وابستہ کیا اور رسولِ کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق بنادیا: خیر کم من تعلّم القرآن وعلمه.

یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا سرٹیفیکیٹ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی سند ہے، آپ کی عطا فرمائی ہوئی ڈگری ہے، جو ہر قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے کو حاصل ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ اچھا وہ ہے کہ جس کے پاس مال ودولت ہو، جس کے پاس اقتدار ہو، جس کے پاس حکومت ہو۔ لیکن نبی کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ نہیں سب سے افضل اس روئے زمین پر وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھ رہے ہیں، یا پڑھا رہے ہیں، اور قرآن لفظ اور معنیٰ دونوں کا مجموعہ ہے، قرآن کریم کی تعریف آپ لوگوں نے اصولِ فقہ میں پڑھی ہے: ھو اسم للنظم والمعنیٰ جمیعاً جو قرآن کا لفظ پڑھا رہے ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں، اور جو قرآن کے معنیٰ پڑھا رہے ہیں تفسیر کی شکل میں، حدیث کی شکل میں، قرآن سے نکلنے والے احکام فقہ کی شکل میں، سب اس کا مصداق ہیں۔ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر کم من تعلم القرآن وعلمه کی صورت میں دی ہوئی ڈگری کے بعد کسی ڈگری کی ضرورت ہے؟ اس سے بڑی کوئی ڈگری ہوسکتی ہے؟ کوئی یونیورسٹی، کوئی نظامِ تعلیم اگر آپ کو ڈگری دے گا، تو ماسٹرز کی ڈگری، ڈاکٹریٹ کی ڈگری تو دے گا مگر یہ ڈگری نہیں دے گا کہ عالم انسانیت میں تم سب سے بہتر ہو۔ یہ ڈگری صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔

"طالب علمو! اپنی قدر پہچانو!"

اللہ تعالیٰ نے ہماری نسبت ان علومِ دین سے جوڑ دی، اس لئے اس کی قدر پہچانی چاہئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ہمارے ہاں دارالعلوم کراچی تشریف لائے، ان کے ہاں بیان کرنے کا معمول نہیں تھا، وہ ان شخصیات میں سے تھے کہ وہ کچھ بھی نہ کہیں لوگ ان کی زیارت کرلیں تو انسان کی زندگی میں انقلاب آجائے... الذین اذا رؤوا ذکر اللّٰہ... میں سے تھے۔ لہٰذا جب وہ کسی مجمع میں آتے تو لوگ آپ کی زیارت کرتے، آپ السلام علیکم کہتے، بیان نہیں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے جراءت کرکے حضرت سے عرض کیا، کہ حضرت! ہماری مسجد میں کچھ کلمات نصیحت کے فرمادیجئے!

تو فرمایا: اچھا مائک لاؤ... حضرت نے فرمایا: "طالب علمو! اپنی قدر پہچانو!"... بس یہ بیان تھا۔ اگر اس جملے "اپنی قدر پہچانو" پر غور کرو تو اس کی شرح و ایضاح کے دفتر لکھے جاسکتے ہیں۔ ہمیں اس نعمت کی قدر نہیں، اس واسطے کبھی اس طرف بھاگتے ہیں کہ ہماری سند کہیں سے منظور ہو جائے، کبھی اس طرف بھاگتے ہیں کہ ہمیں ملازمتیں مل جائیں، کبھی اس طرف بھاگتے ہیں کہ ہمیں نوکریاں مل جائیں، کبھی اس طرف بھاگتے ہیں کہ ہمیں کوئی منصب واقتدار مل جائے۔ لیکن حضرت نے فرمایا: "اپنی قدر پہچانو" اور قدر پہچاننے کا راستہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کو دنیا کی، کائنات کی سب سے بڑی نعمت سمجھ کر اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، پڑھ رہے ہیں تو پڑھنے کا حق ادا کریں، پڑھا رہے ہیں تو پڑھانے کا حق ادا کریں۔

اہل حق ہمیشہ غالب ہوں گے:

خوب سمجھ لیجیے! کہ جہاں تک باطل کا تعلق ہے وہ تو پہلے دن سے حق کے مٹانے کی فکر میں ہے...

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ستیزہ کار کا مطلب ہے لڑائی پر آمادہ۔ یعنی ابولہب (باطل) کی لڑائی ازل سے آج تک چراغ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے۔ باطل تو ہمیشہ حق کو مٹانے کی کوشش کرتا رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.

بے شک اس جنگ اور باطل کی طرف سے اس یلغار کے مقابلے میں ہمیں ظاہری اسلحہ کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ." لیکن جب یہ فرمایا: کہ تم غالب ہوجاؤ گے تو وہاں یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے پاس ہتھیار زیادہ ہوں تو تم غالب ہوجاؤ گے، یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری تعداد زیادہ ہوگی تو تم غالب ہوجاؤ گے، صرف ایک شرط لگائی: "اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" باطل کے ساتھ جنگ جاری رہے گی، مسلمان کا کام اس سے لڑنا ہے، وہ چاہے اسلحے سے ہو، چاہے دلیل سے ہو، اور چاہے کسی بھی طریقے سے ہو، مسلمان کا کام ان سے مقابلہ کرنا ہے۔ کبھی دعوت کے ذریعے، کبھی جدال کے ذریعے، کبھی قتال کے ذریعے مقابلہ کرنا ہے۔ لیکن غالب ہونے کے لئے ایک ہی شرط ہے:

"اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْن" ایک اور جگہ فرمایا کہ کثرت تعداد پر بھی بھروسہ نہ کرو...... کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ...... بھروسہ صرف ایک ذات پر ہونا چاہیے۔ ایمان کا معنی یہ ہے کہ ہم ایمان اور اس کے تقاضوں کو سمجھیں، پڑھیں، لوگوں تک پہنچائیں، اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ... ان شاءاللہ! ہمیں غلبہ عطا فرمائے گا۔

وفاق المدارس کا تمام اہل مدارس کے نام اہم پیغام:

لہٰذا ہمارا پیغام وفاق المدارس کی طرف سے اپنے سارے ساتھیوں اور رفقاء کو، تمام مدارس کو یہ ہے کہ وہ اپنے کام کو مضبوطی سے پکڑ لیں، اپنا کام معیاری بنائیں۔ اگر درس ہے تو وہ معیاری ہو، اگر تدریس ہو تو وہ معیاری ہو، تربیت ہے تو وہ معیاری ہو، ہم یہ کام کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اٹھائیں "یا اللہ!...... منا الجهد وعليك التكلان" کہ ہم جو کچھ کر سکتے تھے وہ تو کر رہے ہیں، اور بہتر طریقے سے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن ہمارا بھروسہ صرف آپ پر ہے، یا اللہ ہم صرف آپ ہی سے مانگتے ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے:

میری گزارش یہ ہے کہ ان مدارس کا دین کے ساتھ رشتہ جوڑنے کی نعمت ہے اور اس نعمت کو مضبوط بنانے کے لئے وفاق المدارس العربیہ ہے، اس کے سائے تلے، اس کی چھت کے نیچے، اس کے سائبان میں ہم الحمدللہ متحد ہیں، متفق ہیں۔ ہزار دوسرے اختلافات ہوں لیکن وہ سائبان جس نے سب کو جمع کیا ہوا ہے وہ وفاق المدارس ہے جس کی چھت کے نیچے بیٹھ کر اپنے باہمی اختلافات بھلا کر صرف ایک مقصد کے لئے جمع ہوتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ ہماری تعلیم و تربیت ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کا کوئی اندازا نہیں، اور یہی نعمت دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے، وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس وحدت کو توڑیں، کسی طرح اس میں افتراق پیدا کریں، لیکن اِن شاءاللہ ثم اِن شاءاللہ...... اگر ہم اپنا کام صحیح طریقے سے کرتے رہے، خالص اللہ کی خوشنودی کے لئے کرتے رہے، اپنے ذاتی مفاد کے لئے نہیں، اپنی نوکریوں کے لئے نہیں، اپنے دنیوی مال و دولت حاصل کرنے کے لئے نہیں، صرف دین کے لئے اور اللہ کے لئے پڑھ رہے ہیں، یہ جذبہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر برقرار رکھے تو ان شاءاللہ دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

امام احمد ابن حنبلؒ کی دردناک داستان:

لوگ کہتے ہیں کہ یہ مدرسوں پر قبضہ کر لیں گے، مدرسوں کو اپنے ماتحت بنائیں گے، یہ خیالِ خام ہے، کوئی مدرسوں کو اپنے ماتحت نہیں کر سکتا، یہ اللہ کے دین کا علم ہے، یہ اس زمانے میں بھی زندہ رہا جب اس کے اوپر ایسے حکام مسلط ہوئے جنہوں نے امام احمد ابن حنبل کو کہا کہ تم یہ درس نہیں دے سکتے، درسِ حدیث دینے سے منع کر دیا، سترہ کوڑے لگائے اور کوڑے بھی ایسے جن کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ ایک کوڑا اگر ہاتھی کے اوپر مار دیا جاتا تو وہ بدک جاتا تھا۔ ایسے سترہ کوڑے حق کی خاطر امام احمد ابن حنبلؒ نے کھائے، اور حق سے سرِ مو انحراف نہیں فرمایا، اس وقت جب کہ بڑے بڑے بھی گر گئے، پھر بھی امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہر کوڑے پر جواب ایک ہی ہوتا، فرماتے: "هاتوا من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا" مجھے کوئی حدیث دکھا دو؛ مان لوں گا۔ اس اذیت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ رکھا، سلامت رکھا، پھر قید میں ڈال کر ان پر جبر کیا گیا، آزادی دینے کے بعد یہ شرط لگائی گئی کہ آپ حلقۂ درس قائم نہیں کریں گے، حدیث کا درس نہیں دیں گے، مجبور ہو کر گھر میں بیٹھ گئے۔ اس وقت کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو اتنی اذیتیں دی گئیں، اگر آپ چاہیں تو ہم ایک جماعت بنا کر اس حکومت کے خلاف بغاوت کا اعلان کریں گے۔ حضرت امام احمد ابن حنبلؒ نے فرمایا: "کہ جس طرح میں اس بات کو حق سمجھتا ہوں کہ کلام اللہ مخلوق نہیں قدیم ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر بھی یقین رکھتا ہوں، جب کوئی مسلمان ریاست قائم ہے تو اس کے خلاف میں اسلحہ نہ اٹھاؤں، لہٰذا اپنے گھر میں قید رہے۔ اسی دوران اندلس کے ایک محدث بقی ابن مخلدؒ اندلس سے سفر کر کے امام احمد ابن حنبلؒ سے حدیث حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے، جب بغداد پہنچے تو پوچھا کہ امام احمد ابن حنبلؒ کا حلقہ کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ امام صاحب کو حکومت نے درس دینے سے منع کیا ہے، وہ بہت پریشان ہوئے، حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کے گھر پر حاضر ہوئے، عرض کیا کہ میں اندلس سے سفر کر کے آپ سے حدیث پڑھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں، امام صاحب نے فرمایا: کہ تم روزانہ فلاں وقت ایک فقیر کے بھیس میں آکر سوال کرنے والوں کی طرح آواز لگایا کرو۔ تو میں دروازہ کھول کر ایک دو حدیثیں سنایا کروں گا۔ بقی بن مخلد روز فقیر بن کر

جاتے اور ایک دو حدیثیں اتنی دیر میں سنتے جتنی دیر میں کوئی دروازہ کھول کر فقیر کو کچھ دیتا ہے۔ حدیث سن کر اسی کو غنیمت سمجھ کر اس کو سینے میں اتار لیتے اور ہاتھ سے لکھ لیتے۔ اس طرح کافی عرصے تک حدیث حاصل کرتے رہے۔

مدرسے...... ان شاء اللہ کوئی نہیں مٹا سکتا:

ارے خدا کے بندو! مدرسہ ان عمارتوں کا نام نہیں ہے، مدرسہ حلقوں کا نام بھی نہیں ہے، مدرسہ انار کے درخت کے نیچے بھی قائم ہو جاتا ہے، اخلاص کے ساتھ انار کے درخت کے نیچے ایک پڑھانے والا اور ایک پڑھنے والا ہو تو اس کا فیض ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کیسے قائم ہوا؟ ایک استاذ ایک شاگرد تھے، دونوں کا نام محمود ہے، استاذ ملا محمود، شاگرد محمود حسن جو شیخ الہند کہلائے۔ وہاں سے مدرسہ شروع ہوا۔ تو میاں!...... آپ چاہتے ہو کہ مدرسے بند کر دوگے؟ مدرسہ عمارتوں کا نام نہیں ہے، مدرسہ رجسٹریشن کا نام بھی نہیں ہے، مدرسہ پڑھنے والے اور پڑھانے والے کا نام ہے۔

''میں جہاں بیٹھ کے پی لوں وہی مے خانہ بنے''

تو یہ خیالِ خام اگر کسی کے دل میں ہے کہ وہ مدرسوں کو مٹا دے گا، تو یہ غلط فہمی ہے، جتنی جلدی اس کی یہ غلط فہمی رفع ہو جائے اس کے حق میں بہتر ہوگا، مدرسے ان شاء اللہ کوئی نہیں مٹا سکتا۔ سازشیں اور آزمائشیں کس دور میں نہیں آئیں؟ امام احمدؒ کا واقعہ میں نے سنایا، اس سے زیادہ آزمائش ہے ہمارے اوپر؟ اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے، تھوڑی بہت آزمائشیں ہیں اور ہمیں اس کا پورا وثوق ہے کہ وہ آزمائشیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اپنے جاہ و منصب کے لئے نہیں ہیں، اپنی عزت کی وجہ سے نہیں، بلکہ اللہ کے لئے ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ مدرسے حکومت کے تسلط سے بالکلیہ آزاد اور خود مختار ہونے چاہییں۔ جو کچھ سزا ہمیں مل رہی ہے وہ اس بات کی مل رہی ہے کہ ہم لوگ اپنے نظام میں، اپنے نصاب میں اپنے اسلاف کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آزادی اور خود مختاری کے ساتھ تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے اگر ہم آزمائش میں ہیں تو اس آزمائش کو برداشت کریں اور اس پر صبر کریں، اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔ ہمیں کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اللہ سے بھیک مانگیں، یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے حق کے پیغام کو محفوظ رکھنے کے لئے دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنا دے۔ آمین۔ ہر مدرسہ اگر ان دعاؤں کا اہتمام کرے گا، اللہ کی طرف رجوع سے تعلق مضبوط کرے گا، ان شاء اللہ کوئی آنچ اس مدرسے پر نہیں آئے گی اور اطمینان رکھیں؛ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وفاق المدارس ایک ایسی چیز بنائی ہے، یہ ہمارے اکابر سے ہمیں ورثے میں ملی ہے، انہوں نے محنتیں کیں، مشقتیں اٹھائیں، انہوں نے مصیبتیں جھیلیں، تب جا کر یہ ادارہ قائم ہوا۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ اکیلے ہیں، کسی کی دھمکی میں نہ آئیں، کسی کے لالچ میں نہ آئیں، آپ اطمینان کے ساتھ اپنا کام معیاری انداز میں اللہ کے لئے جاری رکھیں، اگر کوئی مشکل پیش آئے تو رجوع الی اللہ کریں، یہ ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ تنہا ہیں، الحمدللہ... آپ کے چوکیدار بیٹھے ہیں، وہ آپ کے مسائل سے غافل نہیں ہیں، اگر ہم صدق دل کے ساتھ کام کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں نامراد نہیں فرمائیں گے۔

وفاق المدارس کے خلاف سازشیں ناکام ہوئی ہیں:

مدرسوں کو وفاق سے الگ کرنے کی سازش کی گئی، سال بھر ہو گیا، ۲۳ ہزار مدرسوں میں سے صرف اٹھائیس مدرسے نکلے، اور چودہ سو نئے مدرسوں کا الحاق ہوا، اس ایک سال کے اندر...... کیا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم نہیں ہے؟!...... کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نہیں ہے؟ ابھی مولانا حنیف جالندھری صاحب نے بتایا کہ پچھلے سالوں کی بنسبت اس سال وفاق المدارس العربیہ میں چالیس ہزار طلبہ کے داخلوں کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا اشارہ نہیں ہے کہ کس سے گھبرا رہے ہو؟ ہم اوپر بیٹھے ہیں: ''وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُاللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُالْمَاکِرِیْنَ'' آپ کے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رجوع جاری رکھیں، اپنا کام مضبوط رکھیں۔ ان شاء اللہ! آپ ہی غالب ہوں گے...... اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی ہم پر یہ نعمت ہے کہ اس نے ہم سے تھوڑی سی چوکیداری کا کام لیا۔ مدرسوں کی چوکیداری کرنا ہمارے لئے بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خدمت سپرد کر دی ہے، جب تک ہم زندہ ہیں اس خدمت میں لگے رہیں گے......

ہمیں خوشی ہے کہ ہم ہیں چراغ آخر شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں . . . اجالا ہے

امید ہے کہ ہمارے تمام مدارس پورے یقین، استقلال، عزم اور ہمت کے ساتھ اپنے معیار تعلیم کو جاری رکھیں گے اور اس میں کمزوری نہیں آنے دیں گے...... وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔ ☆☆

ایک آیت ایک پیغام

رمضان... مسندِ صدارت کا حقدار

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

سیمینار ہال کھچا کھچ سامعین سے بھرا ہوا ہے اب تو ہال میں تل دھرنے کی جگہ بھی باقی نہیں، سیمینار کا آغاز ہوا جاتا ہے لیکن آغاز سے قبل صدر نشین کا فیصلہ ہونا باقی ہے کہ آج مسند صدارت پر کون رونق افروز ہوتا ہے اسی غور وفکر کے دوران ایک صاحب کھڑے ہوئے اور اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے گویا ہوئے کہ میری رائے ہے کہ محرم الحرام کو مسند صدارت پر بٹھایا جائے کیوں کہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے، ہجری سن کی ابتدا بھی اسی مہینہ سے ہوتی ہے۔ اسی ماہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات دے کر بہت بڑا انعام فرمایا۔ حرمت والے چار مہینے جن کی تعظیم کفار بھی کرتے تھے ان میں ماہِ محرم بھی داخل ہے اس کے علاوہ اور بہت سارے فضائل ہیں۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ماہ محرم کو جلسہ کا صدر بنایا جائے۔

یہ تجویز پیش کرکے وہ صاحب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ ایک اور طرف سے آواز آئی کہ ماہ ربیع الاول کو یہ منصب سپرد کیا جائے اس ماہ میں سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہے جس کی آمد سے کفر مٹ گیا، ظلمت دور ہوگئی، بچھڑی ہوئی مخلوق نے اپنے خالق سے اپنا تعلق درست کرلیا، قرآن پاک جوکہ سراسر ہدایت ہے آپ پر نازل کیا گیا اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ جس ہستی کے لئے یہ ساری کائنات بنائی گئی اور مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اس کا آخری پیغمبر اس ماہِ مبارک میں تشریف لایا اور رحمۃ للعالمین بن کر سب کو مغفرت کا مژدہ سنایا، اس ماہِ مبارک کے فضائل سامنے رکھ کر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کرسی صدارت عطا کی جائے، تجویز کنندہ کی رائے بڑی معقول تھی۔ تجویز کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ مجمع کے سکوت کو توڑتی ہوئی ایک آواز فضا میں ابھری میرے خیال میں ماہِ رجب کو صدر بنانا مناسب ہوگا۔

اس مہینے میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عطا فرمائی گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی، اس سفر میں رحمۃ للعالمین نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت فرماکر امام الانبیاء کا لقب حاصل کیا۔ واقعہ معراج میں خالق کائنات سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا، جنت دوزخ کی سیر کرائی گئی آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقات ہوئی، معراج کی فضیلت ہے جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی، یہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تھا، حق بہ حقدار سید کا معاملہ ہوا، امت کے لئے نماز کا تحفہ عطا فرمایا گیا، لہٰذا رجب کا حق ہے کہ وہ کرسی صدارت پر تشریف لائیں، سامعین نے کہا کہ دلیل معقول ہے۔ کسی کے پاس کوئی اور تجویز ہو تو وہ سامنے رکھی جائے۔

اب پھر ایک طرف سے تجویز آئی کہ ماہ شعبان المعظم بہت محترم ہے اس میں ایک ایسی مبارک رات ہے جو لیلۃ مبارکہ کہلاتی ہے اس میں نئے سال کے لئے موت اور زندگی لکھی جاتی ہے، رب کے کھاتے تبدیل ہوجاتے ہیں، نیا رزق لکھا جاتا ہے، سال بھر ہونے والے تمام امور کی تفصیل لکھ دی جاتی ہے۔ ابھی یہ صاحب تجویز دے کر خاموش ہوئے ہی تھے کہ مجمع میں ایک اور آواز گونجی کہ میری رائے ہے کہ ذوالحجہ کو صدارت کا فریضہ سونپا جائے کہ یہ مقدس مہینہ ہے اس کی دس راتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے، اس مہینہ میں بیت اللہ کا حج ہوتا ہے، میدان عرفات میں عرفہ کے دن اللہ کی رحمت کا دریا جوش مار رہا ہوتا ہے، تمام حاجیوں کی مغفرت کا اللہ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے لہٰذا یہ مہینہ اس قابل ہے کہ اسے صدر بنایا جائے۔ تمام تجاویز بڑی معقول تھیں، ہر مہینہ کی اپنی فضیلت اور اہمیت ہے، ان فضائل کی بنا پر ہر مہینہ صدر بننے کا اہل ہے مگر اب تک کوئی ایسی فضیلت سامنے نہیں آئی جو اس ماہ کو دیگر مہینوں سے خاص انداز میں ممتاز کرتی ہو اور اسے سب پر فوقیت حاصل ہو۔

تمام مجمع پر ایک مرتبہ پھر سکوت چھا گیا،

سب غور وفکر میں لگ گئے، کافی دیر خاموشی طاری رہی، یکا یک ایک آواز نے سکوت توڑا، ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے ٹھہر ٹھہر کر بولنا شروع کیا۔

میری بھی ایک گزارش ہے، سن لی جائے شاید مسئلہ حل ہوجائے۔ مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا۔ مقرر نے اپنی تقریر شروع کی، حضرات ماہِ رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے جس کو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''شھرُ عظیم ''اور''شھرُ مبارک ''فرمایا ہے اس میں ایک رات ہے جس کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے ، اس کی عبادت ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اس میں روزہ کو فرض فرمایا گیا، اس کے رات کے قیام کو یعنی تراویح کو سنت قرار دیا ہے، اس مہینہ میں فرض کا درجہ ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے اور نوافل کا فرض جیسا ثواب ملتا ہے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کراتا ہے اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔

اس مہینے کا اول حصہ رحمت ہے، دوسرا حصہ مغفرت ہے ، تیسرا اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام (نوکر چاکر) سے کام کا بوجھ ہلکا کردیتا ہے، رب العالمین اس کو جنت عطا فرماتے ہیں ، روزہ دوزخ سے نجات کے لئے ڈھال بن جاتا ہے، قرآن پاک جو تراویح میں یا رمضان کے دوسرے اوقات میں پڑھا جاتا ہے، قبر میں سفارش کرے گا:''اے اللہ! میں سفارش کرتا ہوں اس کو عذاب نہ دیا جائے۔''

جنت کے آٹھ دروازوں میں سے باب الریان سے روزہ دار کا داخلہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی خود اس کی جزا ہوں (سبحان اللہ! کیا عزت افزائی ہے)۔

روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ محبوب ہے، صائم کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعائیں کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں، جنت اس کے لئے ہر روز آراستہ کی جاتی ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے در بند کردیئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین کو قید میں ڈال دیا جاتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزدار کی دعا بوقت افطار قبول کی جاتی ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، ایک اُس وقت جب وہ سارا دن روزہ رکھ کر بھوک پیاس برداشت کرکے افطار کے وقت کا انتظار کرتا ہے اور ایک ایک منٹ بڑی مشکل سے گزرتا ہے، سائرن بجنے پر جب ایک گھونٹ اپنے حلق سے نیچے اتارتا ہے تو وہ وقت نہایت مسرت و خوشی کا ہوتا ہے کہ سارا دن محنت کرکے حکم خداوندی پورا کردیا۔ الحمدللہ واقعی یہ وقت بڑی خوشی کا ہے۔ اور دوسری خوشی اُس وقت ہوگی جب قیامت میں اللہ سے ملاقات ہوگی اور ارحم الراحمین کی طرف سے مغفرت کا اعلان ہوگا یہ وقت تو واقعی ساری عمر کا ماحصل ہے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی کہ خالق ومالک راضی ہوگیا ہے۔

اس مہینے میں قرآنِ پاک نازل ہوا۔ تراویح میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ یہ گویا قرآن کی سالگرہ ہے، کیسا عجیب سماں ہے کہ جب ساری مسلم دنیا میں چاند نظر آتے ہی ہر مسجد میں قرآن کی آواز گونجنے لگتی ہے خصوصاً آخری عشرہ میں تو تمام مساجد میں رات بھر قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے، اتنا قرآن تو گیارہ مہینے میں بھی مجموعی طور پر نہیں پڑھا جاتا جتنا رمضان میں پڑھا جاتا ہے، اب تک جو بے نمازی تھے رمضان المبارک کی بدولت نمازی بن گئے، مسجدیں بھر گئیں، نمازیوں کے اژدہام کو دیکھ کر تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید مسجدیں اور بنانی پڑیں گی، جمعہ کے دن کے لئے بھی اہتمام ہے، خصوصاً جمعۃ الوداع پر ہجوم دیکھنے کے قابل ہوتا ہے مسجدوں کے علاوہ سڑکیں بھی پُر ہوجاتی ہیں۔

آخری عشرہ کی راتوں کی رونق تو دیکھنے کی چیز ہے۔ پھر آخری عشرہ میں اعتکاف کی عبادت بالکل نرالی ہے، اللہ کے ہزاروں بندے اپنا گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر احکم الحاکمین کے در پر آکر بیٹھ گئے، کہ یا اللہ! اب ہم نے گھر لے لیا ہے ترے در کے سامنے اب تو کچھ لے کر ہی جائیں گے آپ تو سب سے زیادہ ارحم الراحمین ہیں، سب سے زیادہ پیار کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ عطا کرنے والے ہیں، آپ کے خزانے میں کیا کمی ہے اور آپ کی عطا میں بھی کوئی کمی نہیں، مست ہو ہوکر مانگ رہے ہیں، اللہ رب العزت کو بھی خوب پیار آرہا ہے، فرشتے بھی اس نظارہ پر حیران ہیں۔ پھر عشرہ اعتکاف میں لیلۃ القدر آگئی ہے اب تو رحمت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہر طرف متوجہ ہوگیا ہے۔ گنہگاروں کی اُمید بن آئی ہے، مانگنے والو! مانگ لو، دوڑ و رحمت تقسیم ہورہی ہے۔ جھولیاں بھرلو۔ پھر یہ وقت ہاتھ میں نہیں آئے گا۔ آخری رات (۲۹/رمضان) آ

پہنچی۔آج اللہ رب العزت کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں، بہت خوش ہیں، خوش ہوکر انعام تقسیم فرما رہے ہیں۔فرشتے پوچھتے ہیں: بارِالٰہ! یہ کیسی رات ہے، جواتنی خوشی ہورہی ہے، بارگاہِ رب العزت کا جواب سننے کے قابل ہے۔فرمایا: یہ میرے مزدور ہیں انہوں نے ایک مہینہ متواتر مزدوری کی ہے اور مزدور کو مزدوری آخر میں ملتی ہے، آج میں ان کی مزدوری دے رہا ہوں۔فرشتے اس رحمت کو دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں کہ یا اللہ! ساری عمر رمضان ہی رہا کرے تاکہ یہ مزے ملتے رہیں۔

حضرات مجھے تسلیم ہے کہ اور مہینوں کی طرح رمضان المبارک کے لئے بھی کوتاہیاں ہوتی ہیں کماحقہٗ احترام نہیں کیا جاتا۔لیکن اس گئے گزرے دور میں پھر بھی رمضان مبارک کا احترام سب مہینوں سے زیادہ ہوتا ہے، اس لئے میری درخواست ہے کہ رمضان مبارک کو کرسیٔ صدارت دی جائے۔

اس طویل تقریر میں فضائل کو سن کر مجمع بہت محظوظ ہو رہا تھا اور سب کو یہ بات پسند آئی، سارے مجمع نے متفقہ طور پر بآواز بلند کہا کہ ہمیں رمضان مبارک کی صدارت منظور ہے۔

میرے بھائیو! رمضان میں دن میں روزہ رکھو، رات میں تراویح کی پابندی کرو اور خاص طور پر قرآن کریم کی تلاوت کا بہت زیادہ اہتمام کرو کہ اسی مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِۚ (البقرۃ)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کردیتی ہے۔☆☆☆

حافظ حسن بلال نقشبندیؒ کی رحلت

حضرت اقدس پیر فضل علی قریشیؒ ہمارے جنوبی پنجاب کے شیخ الکل تھے۔ ہمارے حضرت بہلویؒ (مولانا محمد عبداللہ بہلوی شجاع آبادیؒ)، حضرت حافظ محمد موسیٰ نقشبندیؒ جلالپوری، حضرت حافظ کریم بخش لاثانیؒ، حضرت اقدس خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ خانیوال، حضرت مولانا علی المرتضیٰ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان، حضرت اقدس خلیفہ عبدالمالک قریشیؒ (فادر نسبتی امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزادؒ) سب آپ ہی خلفاء وخدام تھے۔حضرت مسکین پوریؒ کے ایک خلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ نقشبندیؒ جلال پور پیروالا تھے۔موخرالذکر کو اللہ پاک نے چار بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ حضرت قاری حاجی محمد اسماعیل نقشبندیؒ، حضرت قاری محمد یعقوبؒ، قاری رشید احمد مدظلہ، قاری حسین علی حفظہ اللہ مدینہ طیبہ۔حضرت حافظ صاحب ۱۹۵۶ء تک لوگوں کو اللہ، اللہ سکھلاتے رہے۔ان کے بعدان کے فرزند اکبر حاجی محمد اسماعیل نقشبندیؒ نے مسند اصلاح وارشاد کو رونق بخشی، آپ اصلاح حق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ بلال چوک ملتان پر جامعہ موسویہ المسجد الاقصیٰ انہیں کی حسین یادگار اور مولانا محمد قاسم نقشبندی مدظلہ ہی کی باقیات الصالحات میں سے ہیں۔موصوف کو والد گرامی نے چاروں سلسلوں میں خلافت بخشی نیز ہمارے حضرت بہلویؒ سے مجاز تھے۔دسمبر ۱۹۹۶ء میں راہی ملک عدم ہوئے۔آپ کی وفات کے بعد حضرت حافظ صاحبؒ مسند نشین ہوئے۔آپ مصری سلسلہ کے نامور قاری تھے، ایک عرصہ تک ریڈیو پاکستان سے آپ کی تلاوت نشر ہوتی رہی۔قاری محمد یعقوب نقشبندیؒ کا اصلاحی تعلق ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ سے تھا۔قاری محمد یعقوبؒ ۲۰۱۲ء میں عالم برزخ کو سدھارے۔ ان کی وفات کے بعد حافظ محمد ابوبکر یوسف نقشبندی جانشین مقرر ہوئے جو جمعیت علماء اسلام تحصیل جلال پور پیروالا کے امیر بھی ہیں۔موخرالذکر کے فرزندار جمند حافظ حسن بلال تھے، جو درسِ نظامی کی تکمیل تو نہ کرسکے، لیکن جامعہ موسویہ جس کے بانی حافظ محمد موسیٰ نقشبندیؒ تھے، اور آپ نے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر ۱۹۱۳ء میں شروع کیا۔ان کے بعد قاری محمد اسماعیلؒ، قاری محمد یعقوبؒ اس کی آبیاری کرتے رہے۔قاری محمد یعقوب نقشبندیؒ کے بعد مولانا ابوبکر یوسف جن کا ابھی ذکر ہوا، مہتمم بنائے گئے تو حسن بلال اپنے والد کے دست وبازو تھے۔۳۱ سال کی عمر میں ۲۹رجنوری ۲۰۲۲ء کو انتقال فرمایا۔یقیناً جوان اولاد کا صدمہ ناقابل برداشت صدمہ ہوتا ہے۔مگر جسے اللہ پاک صبر کی توفیق دیں۔ احقر کی ۱۹رفروری ۲۰۲۲ء کو قاری غلام فرید حافظ والا، مولانا عبدالرحمٰن جامی، جناب حسین نقشبندی کی معیت میں حاضری ہوئی۔تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

روزے کے ضروری مسائل

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

رمضان المبارک کے روزے ہر مسلمان عاقل وبالغ مرد وعورت پر فرض ہیں، اس لئے ان کے ضروری مسائل سے واقف ہونا بھی فرض ہے، لہٰذا روزہ کے کچھ مسائل لکھے جاتے ہیں تا کہ بوقتِ ضرورت ان پر عمل کیا جاسکے ان مسائل کو توجہ سے پڑھیں، روزہ کے مسائل کی چار قسمیں ہیں ۔ انہیں ترتیب وار ذیل میں لکھا گیا ہے ، ملاحظہ فرمالیں:

روزہ مکروہ نہیں ہوتا:

وہ صورتیں جن میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا، یہ ہیں:

☆......کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ کھال یا رگ میں لگوانا۔

☆......کسی عذر سے رگ کے ذریعہ گلوکوز لگوانا۔

☆......سخت ضرورت کے وقت خون لگوانا یا انجکشن سے خون لینا ٹیسٹ وغیرہ کے لئے۔

☆......طاقت کا انجکشن لگوانا۔

☆......ایسی آکسیجن لینا جو خالص ہوا ہو، اس میں ادویات کے اجزاء شامل نہ ہوں۔

☆......کلی کرنے کے بعد منہ میں تری کا باقی رہنا۔

☆......اپنا لعابِ دہن جو اپنے منہ میں ہو نگل لینا، البتہ اسے منہ میں جمع کر کے نگلنا نہیں چاہئے۔

☆......ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔

☆......ناک کو اس قدر زور سے سڑک لینا کہ بلغم حلق کے اندر چلا جائے۔

☆......دانت اس طرح نکلوانا کہ روزہ بے خطر صحیح ہو جائے اور خون حلق میں بالکل نہ جائے۔

☆......دانتوں سے نکلنے والا خون نگل لینا، بشرطیکہ وہ لعابِ دہن سے کم ہو اور منہ میں خون کا ذائقہ معلوم نہ ہو۔

☆......نکسیر پھوٹنا اور حجامہ کروانا۔

☆......چوٹ وغیرہ کے سبب جسم سے خون کا نکلنا۔

☆......کسی زہریلی چیز کا ڈسنا۔

☆......مرگی کا دورہ پڑنا۔

☆......بواسیر کے مسوں کو (جن کا محل عموماً پاخانہ کی جگہ کا کنارہ ہوتا ہے) طہارت کے بعد اندر دبا دینا۔

☆......حلق میں بلا اختیار دھواں، گرد وغبار یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا۔

☆......بھول کر کھانا پینا یا بھول کر بیوی سے صحبت کرنا۔

☆......اگر جماع کا اندیشہ نہ ہو تو بیوی سے بوس وکنار کرنا۔

☆......رات یا دن میں سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا، اگرچہ احتلام بار بار ہو۔

☆......کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا۔

☆......خود بخود قے آنا، خواہ جتنی زیادہ آئے۔

☆......آنکھوں میں دوا یا سرمہ لگانا، چاہے حلق میں بھی اس کا اثر آجائے۔

☆......عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا۔

☆......دھونی دینے کے بعد اگربتی اور لوبان کی خوشبو سونگھنا جبکہ ان کا دھواں باقی نہ رہے صرف خوشبو ناک میں آئے۔

☆......رومال بھگو کر سر پر ڈالنا اور کثرت سے نہانا۔

☆......بچہ کو دودھ پلانا۔

☆......پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ سے ختم نہ ہونا۔

☆......ہر قسم کی مسواک کرنا، خواہ نیم کی ہو یا پیلو کی۔(الفتاوی الہندیۃ،۱/۱۹۹)

☆......انجیوگرافی (Angiography) کرانا۔(مأخذہ التبویب:۱۹۸۰/۸۰)

☆......علاج یا مرض میں مرد کی پیشاب

کی جگہ میں نلکی ڈالنا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۰۳)

☆...... نزلہ میں ناک کے قریب یا جسم میں کسی جگہ درد ہو تو اس پر بام لگانا یا مالش کرنا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۰۳)

☆...... ڈائلیسز (Dialysis) کروانا۔ (فتح القدیر، ۴/۳۲۴)

☆...... ڈکار کے ساتھ منہ میں پانی آ جانا البتہ اس پانی کو تھوک دینا چاہیے۔ (الدر المختار، ۲/۴۱۴)

☆...... کسی بھی قسم کے ٹیسٹ کے لئے جسم سے خون لینا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۱۹۹)

☆...... دانت نکلواتے وقت منہ میں مسالہ کا ذائقہ محسوس ہونا، البتہ اس کے بعد اچھی طرح کلی کرنی چاہیے لیکن اگر مسالہ کے اجزاء لعاب کے ساتھ شامل ہو کر حلق سے نیچے اتر گئے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، لیکن صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں۔ (ردالمختار، ۲/۳۹۴)

روزہ مکروہ ہو جاتا ہے:

وہ صورتیں جن میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے، یہ ہیں:

☆...... ٹوتھ پیسٹ، منجن، مسی، دنداسہ اور کوئلہ وغیرہ سے دانت صاف کرنا، جبکہ ان کا کوئی جزو حلق میں نہ جانے پائے۔

☆...... نفس کے بے اختیار ہو کر صحبت ہو جانے یا انزال ہو جانے کا خطرہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار کرنا، معانقہ کرنا اور ساتھ لیٹنا۔

☆...... بلاضرورت کسی چیز کو چبانا یا چکھ کر تھوکنا۔

☆...... غیبت کرنا۔

☆...... لڑنا، جھگڑنا اور گالی گلوچ کرنا، خواہ کسی انسان کو گالی دے یا بے زبان جانور یا بے جان چیز کو گالی دے۔

☆...... خون دینا، فصد کرنا۔

☆...... اپنے منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا۔

☆...... بلاعذر رگ کے ذریعہ گلوکوز لگوانا۔

☆...... ناک میں پانی ڈالنے یا کلی کرنے میں مبالغہ کرنا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۱۹۹)

☆...... سحری کرنے میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبح صادق طلوع ہونے کا اندیشہ ہو جائے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۰۰)

☆...... اتنا خون دینا کہ کمزوری کا خطرہ ہو۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۰۰، ۱۹۹)

☆...... غسلِ جنابت میں اتنی تاخیر کرنا کہ سورج نکل آئے یا پورا دن ناپاکی کی حالت میں گزر جائے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۱۶)

روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضاء لازم ہے، کفارہ نہیں:

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے، یہ ہیں:

☆...... داڑھ نکلوائی اور خون حلق میں چلا گیا۔ ☆...... کسی مرض کی وجہ سے اتنا خون یا پیپ دانتوں سے نکل کر حلق میں چلا جائے جو لعابِ دہن کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جس کی علامت یہ ہے کہ تھوک میں ان کا رنگ نظر آئے اور منہ میں ذائقہ محسوس ہو۔ ☆...... ناک اور کان میں تر دوا ڈالنا اور ایسی ناس لینا یا خشک سفوف ڈالنا جس کا جوفِ دماغ میں پہنچنا یقینی ہو (چند سال پہلے جامعہ دارالعلوم کراچی میں ''مجلسِ تحقیق مسائلِ حاضرہ'' کا اجلاس منعقد ہوا تھا، اس مسئلہ کے بارے میں جو بات طے ہوئی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کان میں پانی یا تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، کیونکہ کان اور حلق کے درمیان حلق میں یا دماغ میں تیل یا دوا پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، البتہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو اور وہ پانی یا تیل یا دوا وغیرہ اس کے حلق میں پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، تبویب: ۱۰/۵۱۱)

☆...... اپنے ہاتھ سے منی نکالنا۔

☆...... بیوی کے ساتھ بوس و کنار کرنے کی وجہ سے انزال ہو جانا۔ ☆...... ایسی چیز کا نگل جانا جسے عادۃً کھایا نہیں جاتا جیسے کنکر اور لکڑی کا ٹکڑا وغیرہ۔ ☆...... یہ سمجھ کر کہ احتلام سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، روزہ افطار کر لینا۔ ☆...... بیماری یا کسی مجبوری میں روزہ افطار کر لینا۔ ☆...... سحری کا وقت خیال کر کے صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھا لینا۔ ☆...... یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے افطار کر لینا۔ ☆...... گھوڑا دوڑانے سے شرمگاہ کو حرکت ہوئی اور انزال ہو گیا، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ قضا کر لے۔ ☆...... روزہ یاد ہو مگر وضو کرتے ہوئے یا نہاتے ہوئے بلا اختیار حلق میں پانی چلا جائے۔

☆...... غروب آفتاب سے پہلے چاند صاف نظر آ یا، کسی عالم نے وثوق سے افطار کر لینے کا فتویٰ دیا جبکہ خود کو اس بارے میں مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے افطار کر لیا، اس صورت میں قضا بھی کرے، اور استغفار بھی، البتہ اس عالم پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں جبکہ وہ افطار کر لے۔

☆...... قصداً منہ بھر کر قے کر لینا۔ ☆...... لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا۔

☆...... نیبو لائزر (Nebulizer)

استعمال کرنا۔(مأخذہ التبویب:۷۵/۵۱۵)

☆......نزلہ زکام کے آرام کے لئے ناک اور حلق میں مروجہ اسپرے استعمال کرنا۔

(الدرالمختار،۲/۳۹۵)

☆......منہ یا ناک کے ذریعہ بھاپ لینا، کیونکہ اس میں پانی ہوتا ہے جو سانس کے ذریعہ اندر جاتا ہے۔

☆......انہیلر (Inhaler) استعمال کرنا۔

☆......دوا یا پانی پر مشتمل مصنوعی آکسیجن لینا۔

☆...... براہِ راست انجکشن وغیرہ کے ذریعہ معدہ یا آنت میں دوا ڈالنا۔

(ضابط المفطرات،ص:۴۹)

☆...... ٹیوب یا کسی نالی کے ذریعہ معدے میں دوا یا غذا پہنچانا۔(حوالہ بالا)

☆......انڈوسکوپی (Endoscopy) کروانا، اس میں پیٹ، آنتوں اور دل وغیرہ کے معائنہ کے لئے کیمرہ استعمال کرتے ہیں اور عام طور پر کیمرہ منہ کے اندر ڈالا جاتا ہے جس کے ساتھ پانی وغیرہ بھی ڈالا جاتا ہے، تاکہ کیمرہ کے گلے سے گزر کر بدن کے متعلقہ حصہ میں پہنچنے تک کیمرے پر بدن کی جو اندرونی رطوبتیں لگ گئی ہوں وہ صاف ہوجائیں۔(مأخذہ التبویب:۸۰/۱۹۸۰)

☆......اگر روزہ دار سحری کھانے کے بعد صبح صادق سے پہلے منہ میں پان رکھ کر سوگیا اور صبح صادق کے بعد بیدار ہوا، تو اس صورت میں منہ میں پان باقی ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں روزہ فاسد ہوجائے گا، اور صرف قضا لازم ہوگی، لہٰذا سحری میں پان کھانے کی صورت میں صبح صادق سے پہلے پہلے کلی وغیرہ کرکے منہ کو اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہے ورنہ روزہ فاسد ہوجائے گا، کیونکہ منہ میں پان صحیح سالم باقی رہنے کی صورت میں اس کا عرق اور اس کے اجزاء کا حلق میں جانے کا احتمال غالب ہے، اس غالب احتمال کی وجہ سے روزہ فاسد ہوجائے گا جس کی قضا واجب ہوگی لیکن کفارہ واجب نہیں۔

(امداد الفتاوی ۱/۱۷۲)

☆......اگر سحری کے وقت پان کھایا لیکن صبح صادق سے پہلے پہلے کلی وغیرہ کرکے منہ کو صاف نہیں کیا اور پان کے کچھ اجزاء منہ میں رہ گئے اور صبح صادق کے بعد بھی پان کے اجزاء اور پان کی سرخی تھوک میں باقی رہی اور روزہ دار ایسے تھوک کو نگل لے، تو روزہ فاسد ہوجائے گا، لیکن صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔

(الفتاوی الہندیۃ، ۱/ ۲۰۳)

☆......اگر کوئی روزہ دار نیند کی حالت میں اٹھ کر پانی پی لے تو اس سے اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا، لیکن قضا واجب ہوگی ، کفارہ واجب نہیں۔(الفتاوی الہندیۃ،۱/۲۰۲)

☆......اگر چہرے کا پسینہ بہہ کر روزہ دار کے منہ میں چلا جائے تو اگر معمولی ہو، جیسے ایک دو قطرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور اگر بہت زیادہ ہو اور روزہ دار اس کو نگل لے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا۔(الفتاوی الہندیۃ،۱/۲۰۳)

☆......اگر کوئی روزہ دار اپنا تھوک ہاتھ میں نکال کر پھر اس کو نگل جائے، تو روزہ فاسد ہوجائے گا لیکن قضا لازم ہوگی ، کفارہ لازم نہیں ہوگا۔(الفتاوی الہندیۃ،۱/۲۰۳)

☆......استنجاء کرنے میں مبالغہ کرنے سے اگر موضع حقنہ تک پانی پہنچ گیا، تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔

(الفتاوی التاتارخانیۃ،۲/۳۶۵)

☆......اگر روزہ دار سحری کھانے کے بعد کلی کئے بغیر اور منہ دانت صاف کئے بغیر سوگیا اور دانتوں میں غذا کے اجزاء اٹکے ہوئے تھے جو کھانے کے چنے کی مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ تھے اور وہ حلق میں اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔

(الفتاوی الہندیۃ،۱/۲۰۲)

☆......رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر سفر شرعی شروع کیا اور سفر میں کسی وجہ سے روزہ توڑ دیا تو قضا لازم ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(الفقہ علی المذاہب الأربعۃ، الجزیری،۱/۹۱۶)

☆...... اگر رمضان المبارک کے علاوہ رات کو یا دن کو نفل روزہ یا قضاء روزہ کی نیت کی اور صبح صادق کے بعد غروب آفتاب سے پہلے روزہ توڑ دیا تو قضاء لازم ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(الفتاوی الہندیۃ،۱/۲۱۵)

☆......کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ دے یا کسی کی دھمکی میں آکر روزہ توڑ دے تو ایسی صورت میں صرف قضاء لازم ہے، کفارہ واجب نہیں۔(الفتاوی الہندیۃ،۱/۲۰۲)

☆......سحری میں اس گمان سے تاخیر کی کہ ابھی رات باقی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوچکی تھی تو روزہ نہیں ہوگا، قضاء واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔(الفتاوی الہندیۃ،۱/۱۹۴)

روزہ کی حالت میں زبان کے نیچے گولی رکھنے کا حکم:

دل کی تکلیف میں بعض مرتبہ زبان کے نیچے گولی رکھی جاتی ہے تاکہ دل کی تکلیف دور ہو

ایسی گولی اگر منہ میں صرف مسامات کے ذریعے جذب ہو، اور اس کا کوئی جز ولعاب میں شامل نہ ہوتو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور اگر اس کا کوئی جز ولعاب میں شامل ہوکر حلق میں چلا جائے جیسا کہ عموماً اس کا قوی امکان ہوتا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور صرف قضاء واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔ (مأخذہ التبویب:۱/۸۷۴)

روزہ کی حالت میں کسی خاتون کا لیڈی ڈاکٹر سے معائنہ کرانا:

حاملہ عورت روزہ کی حالت میں لیڈی ڈاکٹر وغیرہ سے اول تو اندرونی معائنہ جو عام طور پر انگلی ڈال کر ہوتا ہے نہ کرائے ، بلکہ ایسا معائنہ رات میں کروائے ، البتہ اگر سخت مجبوری میں معائنہ کروالیا، اور لیڈی ڈاکٹر نے گیلی انگلی یا کریم وغیرہ لگا کر اندر داخل کی تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوجائے گا جس کی قضاء واجب ہوگی، لیکن کفارہ واجب نہ ہوگا، البتہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تحقیق یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا، تاہم احتیاطاً روزہ کی قضاء کر لینا چاہئے۔ واضح رہے کہ خشک انگلی شرمگاہ کے اندر ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (ضابط المفطرات ،ص:۵۷)

روزہ دار کا آلات کے ذریعہ معائنہ کروانا:

مریض کے جسم کے قدرتی سوراخوں جیسے ناک، منہ اور پیشاب و پاخانہ کی جگہ میں اگر کیمرہ یا دیگر آلات اندر ڈال کر معائنہ کرنا ہوتو اول تو یہ معائنہ رات میں کرانا چاہئے روزہ کی حالت میں نہیں، لیکن اگر کسی نے مجبوری میں اندرونی معائنہ کروالیا اور آلات بالکل خشک ہوں، اور ان پر کسی قسم کی دوا، یا جیلی وغیرہ نہ ہوتو بوقتِ ضرورت روزہ دار کے لئے ایسا معائنہ کرانا درست ہے، اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور اگر ان پر پانی یا دوا یا کریم یا جیلی لگی ہوئی ہو جیسا کہ عموماً ہوتا ہے اور وہ پانی یا دوا یا کریم یا جیلی اندر چلی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضاء واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔ (الفتاوی الہندیۃ، ۱/۲۰۴)

روزہ کے دوران (ETT) ٹیوب استعمال کرنا:

ہماری معلومات کے مطابق یہ ٹیوب آکسیجن دینے کے لئے منہ کے ذریعہ سانس کی نالی میں ڈالی جاتی ہے، اس میں کبھی دوا ڈالی جاتی ہے، اور کبھی نہیں ڈالی جاتی، لہٰذا روزہ کی حالت میں اس کے استعمال کے وقت اگر اس میں دوا یا پانی وغیرہ ڈالا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، لیکن اگر اس کے ذریعے صرف سادہ آکسیجن دی جائے جس میں کوئی دوا یا پانی بالکل شامل نہ ہوتو ایسی صورت میں ETT کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

پیشاب کی جگہ معائنہ کے لئے نلکی ڈالنا:

مرد کی پیشاب کی جگہ میں نلکی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ عورت کی پیشاب کی جگہ اگر خشک نلکی ڈالی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اگر نلکی پر کوئی دوا یا جیلی لگائی جائے اور وہ دوا یا جیلی اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ایسی صورت میں دن میں یہ عمل نہ کرنا چاہیے، رات میں کرنا چاہئے اگر مجبوری میں کرالیا تو احتیاطاً ایک روزے کی قضاء کر لینا چاہئے۔ (الفتاوی الہندیۃ، ۱/۲۰۳)

قضاء وکفارہ دونوں واجب:

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں، یہ ہیں:

قضا یہ ہے کہ ایک روزہ کی قضا میں ایک روزہ رکھا جائے اور کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کریں، جہاں غلام نہیں ملتے یا اس کے خریدنے پر قدرت نہیں وہاں ساٹھ روزے مسلسل رکھیں، بیچ میں ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنے ہوں گے۔ اور اگر روزہ کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائیں۔ ☆...... جان بوجھ کر کچھ کھا پی لینا۔ ☆...... کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لینا، یا بیوی یا اپنے بچہ کا لعاب نگل لینا۔ ☆...... مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو، بیوی سے صحبت کرنا جبکہ روزہ یاد ہو۔ ☆...... جان بوجھ کر کچا گوشت یا چاول کھالینا۔ ☆...... جان بوجھ کر سگار، حقہ بیڑی اور سگریٹ وغیرہ پینا۔ ☆...... اگر کسی نے تھوڑی سی نسوار روزہ کی حالت میں منہ کے اندر رکھ کر فوراً نکال دی اور نسوار منہ میں رکھنے کے بعد جو لعاب پیدا ہوا تھا وہ بھی تھوک دیا اور پورا یقین ہو کہ نسوار کا کوئی جز و حلق میں نہیں گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ ایسا کرنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ مگر چونکہ عادۃً ایسا ہونا متعذر ہے کہ نسوار کا جز و حلق میں نہ جائے خصوصاً جبکہ استعمال کرنے والے کافی دیر تک منہ میں رکھے رہتے ہیں اور ذرا دیر رکھنے سے مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا اور اس کے رہنے سے لعاب بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا مروجہ طور پر نسوار استعمال کرنا مفسد صوم ہی قرار دیا گیا ہے اور صرف قضا لازم ہوگی۔ البتہ اگر کوئی شخص نسوار صرف رکھنے کے بجائے کھانے کا عادی ہو اور وہ قصداً نسوار حلق سے نیچے اتار لے تو پھر قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

(مأخذہ التبویب:۱۸۲۹/۴۴) ☆☆

عمرہ.... فضائل اور احکام

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

دو بے سلے کپڑے پہن کر خانہ کعبہ کے پاس پوری دنیا سے سمٹ کر پروانے کی طرح جمع ہونا، اس کے اردگرد چکر لگانا اور اس کے قرب و جوار میں واقع وادیوں میں دیوانہ وار دوڑنا ہوسکتا ہے کہ میزان عقل میں ایک دیوانگی محسوس ہو لیکن یہ ایسی دیوانگی ہے جس کی تمنا لاکھوں عقل مندوں کے دلوں میں پوشیدہ ہے، درحقیقت یہ دیوانگی نہیں بلکہ اپنے پالن ہار خدا کے ساتھ اپنی شیفتگی و وارفتگی کے اظہار کا ایک بہترین طریقہ ہے کہ اس کے ذریعہ اس کی محبت کا عملی اظہار ہوتا ہے اور اپنی تمام تر خواہشات اور پسندیدگی کو چھوڑ کر اللہ کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے بندہ یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا کو پانے کے لئے خدا کی ہر آواز پر ہم سراپا ''لبیک'' ہیں، اس کی جستجو میں اس کی راہ کی بادیہ پیمائی کی تمام شرطیں ہمیں منظور ہیں، ہم پر ہماری خواہشات کی حکمرانی نہیں، بلکہ خدا کی حکمرانی ہے کہ وہ جس انداز میں ہمیں اپنے در پر بلانا چاہے ہم بصد شوق ''لبیک اللّٰھم لبیک'' کے ترانے گنگناتے ہوئے حاضر ہیں، بس ہماری صرف ایک یہی آرزو ہے کہ ہمارا خدا ہمیں مل جائے۔

عمرہ کی شرعی حیثیت:

خانہ کعبہ کی زیارت بھی اتنی اہم ہے کہ وہ بھی ایک عبادت ہے اور اس سے بھی اللہ کا تقرب نصیب ہوتا ہے، حج اور عمرہ دو ایسی عبادتیں ہیں جن کی ادائیگی کے لئے بندگان خدا دور دور سے خانہ کعبہ کے پاس جمع ہوتے ہیں، عمرہ کا معنی زیارت ہے، یہ پوری عمر میں ایک مرتبہ سنت مؤکدہ ہے۔ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب نہیں ہے، البتہ تم عمرہ کرو کیونکہ عمرہ کرنا افضل ہے۔

(ترمذی شریف)

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے یہ صراحت کی ہے کہ اس سے عمرہ کا مسنون ہونا ہی معلوم ہوتا ہے۔ (فتح القدیر: کتاب الحج، باب الفوات)

عمرہ کی فضیلت:

ہر عبادت جو اللہ کے لئے کی جائے اس میں انسانوں کی بے شمار بھلائیاں پوشیدہ ہوتی ہیں اور ان کو انجام دینے والا بے شمار نیکیوں اور اس میں مضمر فوائد کا مستحق بن جاتا ہے، عمرہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔'' (بخاری شریف)

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''تم حج اور عمرہ بار بار کرتے رہا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر (غربت) اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کچیل اور زنگ کو صاف کرتی ہے۔''

(ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں:

''وفد اللّٰہ عزوجل ثلاثۃ الغازی والحاج والمعتمر۔'' (نسائی)

ترجمہ: ''اللہ کے تین وفد ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے۔''

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے:

''الحجاج والعمار وفد اللّٰہ ان دعوہ اجابھم وان استغفروہ غفرلھم۔'' (ابن ماجہ)

ترجمہ: ''حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرے اور اگر وہ اللہ سے مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کی مغفرت کر دے۔''

ان روایات سے عمرہ کی فضیلت بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ اس سے ہر لمحہ معصیتوں میں

گرفتار بندوں کو معافی ملتی ہے، فقر و افلاس دور ہوتا ہے، گناہوں کی صفائی ہوتی ہے اور اللہ کا ایسا قرب نصیب ہوتا ہے کہ اللہ سے جو مانگیں اللہ عنایت کر دیتا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا۔ (بخاری شریف)

عمرہ کی ادائیگی کے طریقے:

عمرہ کی ادائیگی کے تین طریقے ہیں:

(۱) ''افراد العمرۃ'': یعنی حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کی ادائیگی کی نیت سے احرام باندھے اور اس کے بعد حج کرنے کا ارادہ نہ ہو یا حج سے فراغت کے بعد عمرہ کرے یا حج کے مہینوں کے علاوہ کسی اور مہینہ میں عمرہ کرے، یہ سب ''افراد العمرۃ'' ہیں۔

(۲) ''تمتع'': یعنی عمرہ کے ساتھ حج کا بھی ارادہ ہو البتہ ابتداً صرف عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دے، پھر حج کے لئے احرام باندھے اور حج کی ادائیگی کرے۔

(۳) ''قران'': یعنی حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک ساتھ احرام باندھے اور دونوں کو ایک ساتھ ادا کرے۔

ان تینوں طریقوں میں سے ہر ایک طریقہ پر عمرہ کی ادائیگی ہو جاتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے، الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

ترجمہ: ''ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ پر عمرہ کرے وہ اسے کافی ہوگا اور عمرہ کو فرض کہنے والوں کے نزدیک فرضیت ادا ہو جائے گی جیسا کہ سنت کہنے والوں کے نزدیک اس کی سنیت ادا ہو جائے گی۔''

افراد العمرۃ:

''افراد العمرۃ'' کی تفصیل یہ ہے کہ احرام کے قواعد وضوابط اور اس کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے احرام باندھ کر دو رکعت نماز پڑھ لے بعد از اں عمرہ کی ان الفاظ میں نیت کر لے:

ترجمہ: ''اے اللہ! میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اسے میرے لئے آسان بنا دیجئے اور میری جانب سے اسے قبول بھی کر لیجئے، بے شک آپ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔''

لیکن ان ہی الفاظ میں نیت کرنا یا زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں صرف عمرہ کی نیت کر لینا کافی ہے چاہے دل ہی میں نیت کر لے یا ان الفاظ کے علاوہ جس زبان سے وہ واقف ہو اس زبان میں نیت کر لے۔ اس لئے کہ حج ہو یا عمرہ۔ اس کی نیت کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں جیسا کہ حج کے بارے میں علامہ حصکفی تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''مطلق حج کی نیت سے چاہے وہ دل ہی دل میں کیوں نہ ہو حج صحیح ہو جائے گا۔''

(درمختار: کتاب الحج، فصل فی الاحرام الخ)

البتہ ان الفاظ کے ذریعہ زبان سے نیت کرنا بہتر ہے جیسا کہ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

''ان الذکر باللسان حسن لیطابق القلب۔'' (حوالہ سابق)

ترجمہ: ''زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بہتر ہے تاکہ زبان بھی دل کے موافق ہو جائے۔''

نیت کے بعد ''تلبیہ'' کہے۔ ''تلبیہ'' کسی بلانے والے کے بلاوے کو قبول کرنے کو کہتے ہیں، چونکہ حج یا عمرہ کرنے والا احکم الحاکمین کی دعوت کو قبول کر کے اس کے در پر حاضر ہوتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل میں ''لبیک اللّٰھم لبیک'' کا نغمہ گنگناتے ہوئے اس کے در پر جبین فرسا ہوتا ہے اس لئے ان کلمات کو تلبیہ کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''تلبیہ'' کے الفاظ منقول ہیں: ''لَبَّیکَ اَللّٰھُمّ لَبَّیکَ، لَبَّیکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ اِنّ الحَمدَ وَالنِّعمَۃَ لَکَ وَالمُلکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ۔'' (بخاری شریف)

اس موقع پر ''تلبیہ'' کہنا یا اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر مشتمل کوئی ذکر کرنا احناف کے نزدیک احرام کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، اس لئے اس کے بغیر احرام صحیح نہ ہوگا جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

''فلا یصح الاحرام بدون التلبی او ما یقوم مقامھا۔''

(الموسوعۃ الفقہیۃ: حرف العین، عمرہ)

ترجمہ: ''تلبیہ یا اس کے قائم مقام دوسرے کسی ذکر کے بغیر احرام صحیح نہ ہوگا۔''

تلبیہ کہتے ہی محرم بن جائے گا اور اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جائیں گی جو احرام کی حالت میں حرام ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ تلبیہ کہنا اس وقت بند کیا جائے گا جب پہلے طواف سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لے لیا جائے یا استلام یا اس کی جانب اشارہ کر لیا جائے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''یلبی المعتمر حتی یستلم الحجر۔'' (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: ''عمرہ کرنے والا حجر اسود کا

بوسہ لینے تک تلبیہ کہتا رہے گا۔“

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام پہنچ جائے، اب وہ منزل آ گئی جس کی دیدار کی تمنا دل میں انگڑائیاں لے رہی تھی اور یہاں سے دور اپنے ملک میں رہتے ہوئے جس کا تذکرہ آنکھوں کو آبدیدہ کردیا کرتا تھا چناں چہ مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھی جائے اور پھر عام مساجد میں داخل ہونے کی دعا: ”اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک“ پڑھتے ہوئے حرم شریف میں داخل ہوا جائے ذرا آگے بڑھتے ہی سرچشمہ ہدایت خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتی ہے، یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے اس لئے اس موقع کو قیمتی جانتے ہوئے اپنے لئے اور اعزہ واقارب اور تمام مسلمانوں کے لئے دینوی واخروی فوز وفلاح اوررشد وہدایت کی دعا کی جائے اور یہ دعا کی جائے کہ اللہ اس دیا رمقدس کی حاضری کی سعادت بار بار عنایت فرمائے، بہتر یہ ہے کہ اس قیمتی وقت کے لئے پہلے سے ہی دعا سوچ لی جائے۔

دعا سے فراغت کے بعد خانہ کعبہ عمرہ کا ایک رکن طواف کو انجام دینے کے لئے حجر اسود کے سامنے آئے اور طواف کی یہ نیت کرلے ”اے اللہ! تیری خوشنودی کے لئے میں عمرہ کا طواف کرتا ہوں اسے آسان کردیجئے اور قبول فرمالیجئے، ان دنوں بہت زیادہ ازدحام ہونے کی وجہ سے چونکہ ہر شخص کا حجر اسود کے قریب آنا ممکن نہیں، اس لئے اگر آسانی سے دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کئے بغیر حجر اسود تک رسائی ہو سکے تو اس کے قریب آجائے اور کانوں تک ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہے اور اگر بآسانی حجر اسود کو بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لے کر طواف کا یہیں سے آغاز کیا جائے اور اگر بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے چھونا بہتر ہے اور اگر ازدحام کی وجہ سے اس کی بھی آسانی گنجائش نہ ہو تو صرف اس کی جانب اشارہ کرلیا جائے، دوسرے کو تکلیف دے کر خانہ کعبہ کے قریب جانا یا حجر اسود کو بوسہ لینا یا اسے ہاتھ سے چومنا مکروہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے، ان دنوں عام طور پر حجر اسود پر عطر لگا ہوتا ہے ایسی صورت میں اس کو نہ تو بوسہ دینا چاہیے اور اور نہ چھونا چاہیے اس لئے کہ حالت احرام میں عطر لگانا منع ہے اگر بوسہ لینے سے یا چھونے سے عطر لگ گیا تو کفارہ واجب ہوجائے گا:

”وقالوا فی من استلم الحجر فاصاب یدہ من طیبہ ان علیہ کفارۃ۔“ (بدائع الصنائع)

ترجمہ: ”فقہاء کرام نے کہا ہے کہ اگر کسی نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور اس کے ہاتھ میں اس کی خوشبو لگ گئی تو اس پر کفارہ ہے۔“

اور اگر خانہ کعبہ کے قریب آنا ممکن نہ ہو تو ان دنوں آسانی کے لئے حجر اسود کے سامنے علامتی طور پر دیواروں پر سبز لائٹ کے ذریعہ اس مقام کو واضح کیا گیا ہے اسی جگہ سے حجر اسود کی جانب اشارہ کر کے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر طواف شروع کیا جائے اور ہر بار یہیں سے طواف شروع کرے اور یہیں پر ختم کرے اسی طرح سات چکر لگائے، ایک طواف مکمل کر کے دوسرے طواف کو شروع کرنے سے پہلے بوسہ لیا جائے یا استلام (ہاتھ سے چھونا) یا اشارہ کیا جائے، حتیٰ کہ آخری طواف مکمل کرنے کے بعد بھی بوسہ لیا جائے یا بوسہ ممکن نہ ہونے کی صورت میں استلام یا اشارہ کیا جائے۔

اس طواف کے ہر چکر میں یہ مسنون ہے کہ چادر اس طرح لپیٹی جائے کہ دائیں ہاتھ کے بغل سے نکل کر بائیں کاندھے پر رہے اور دایاں کاندھا کھلا رہے، فقہی اصطلاح میں اس کو ”اضطباع“ کہتے ہیں، طواف سے فراغت کے بعد چادر کو درست کرلیا جائے۔

نیز اس طواف میں مردوں کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ ابتدائی تین طواف میں بہادروں کی طرح کسی قدر سینہ نکال کر چلے اسی کو ”رمل“ کہتے ہیں، بقیہ چار طواف میں ”رمل“ کے بغیر چکر لگائے۔ اور اگر ابتدائی تین چکر میں رمل چھوٹ جائے تو آخری چار چکر میں اس کے بدلے رمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ آخری چار چکر میں نہ کرنا ہی مسنون ہے، البتہ اگر رمل نہ کر سکے یا آخر کے چار میں رمل کرلے یا ہر ایک چکر میں رمل کرلے تو یہ خلاف سنت اور مکروہ تنزیہی تو ہوگا لیکن اس سے دم یا کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا۔

(ردالمختار: فصل فی الاحرام)

طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دعا کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جگہ یہ دعا منقول ہے:

”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔“

(ابوداؤد، باب الدعاء فی الطّواف)

ترجمہ: ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا کی بھی بھلائی عطا فرمائیے اور آخرت کی بھی، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بھی بچائیے۔“

(جاری ہے)

غزوۂ بدر.... اسباب ووجوہات

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ہجرت مدینہ سے قبل تیرہ سال تک مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، مسلسل تکلیفیں پہنچائی گئیں، برابر ایذائیں دی گئیں اور دن رات، اسلام، پیغمبر اسلام اور متبعینِ اسلام کے خلاف وہ سازشیں رچائی گئیں کہ وطن عزیز کی مقدس سرزمین اپنوں کی ستم ظریفی کے سبب تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی؛ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے اس برتاؤ کے باوجود صبر و ثبات اور ہمت و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا؛ بل کہ اس صبر آزما اور مخالف ماحول میں بھی اہلِ مکہ کے سامنے اخلاق و کردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا، گالیوں کا جواب دعاؤں سے، پتھر کا جواب نرم کلامی سے اور دل آزاری کا جواب ہمدردی وغم گساری سے دیا۔ مگر جب پانی سر سے اونچا ہوگیا اور مصائب وآلام کا سلسلہ دراز تر ہوتا چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا، اس طرح آپ اور آپ کے تمام صحابۂ کرام ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ مقیم ہوگئے۔

معرکۂ بدر، اسباب ووجوہات:

یوں تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کردی تھیں؛ مگر اس کا باضابطہ آغاز اس خط سے ہوا جو مشرکین مکہ کی جانب سے عبداللہ بن اُبَی کو موصول ہوا؛ جس میں یہ درج تھا کہ: ''ہم یہ بات ہرگز برداشت نہیں کرسکتے کہ محمد اور ان کے ساتھی ہمارے شہر مکہ سے نکلنے کے بعد اب تمہارے شہر مدینہ میں چین و سکون کی زندگی بسر کریں اور پھلتے پھولتے رہیں؛ لہٰذا تم سے ہمارا یہ پُرزور مطالبہ ہے کہ تم ان مسلمانوں کو جلد از جلد اپنے شہر سے نکال باہر کرو! اگر تم نے ہماری اس ہدایت پر عمل نہ کیا تو یاد رکھو ہم بہت جلد تمہارے شہر پر تباہ کن حملہ کریں گے اور اس وقت صرف مسلمانوں کو ہی نہیں ان کے ساتھ ساتھ تم سب کو بھی ہم مدینہ سے نکال دیں گے۔''

مدینے کے منافقین و یہود نے جب خط پڑھا تو اسے اپنے لیے دھمکی اور چیلنج کے بجائے بہت بڑی خوشخبری سمجھا، اور کفار مکہ کی اس پشت پناہی پر مسرت کا اظہار کیا۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کے خلاف داخلی اور خارجی دونوں سطح پر دشمنوں کا متحدہ محاذ قائم ہوگیا۔ ادھر آثار وقرائن سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ محسوس کرلیا کہ اب کسی بھی وقت مسلمانوں پر خطرات کے بادل منڈلا سکتے ہیں؛ اس لئے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ کسی بھی مشکل کا سامنا کرنے کے لیے تیاریاں شروع کردیں اور اپنی حفاظت کے لئے ذہنی طور پر ہمیشہ مستعد رہیں۔

خوف وہراس کے ان حالات میں قریش کا ایک بڑا قافلہ سامان حرب وضرب اور مال تجارت لے کر شام سے واپس آرہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے کوچ کا اعلان فرمایا، اس اعلان کے وقت یہ توقع نہیں تھی کہ اس مختصر سے تجارتی قافلے کے بجائے لشکرِ قریش کے ساتھ میدانِ بدر میں ایک نہایت پُرزور مقابلہ ہوگا، چناں چہ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور ''روحا'' نامی مقام پر جا کر پڑاؤ ڈالا؛ مگر قافلہ کے سردار کو اس کی خبر ہوگئی۔ اس نے سمندر کے کنارے کنارے دوسرا راستہ اختیار کرلیا اور ایک سوار مکہ بھیج دیا کہ قافلہ مسلمانوں کی وجہ سے خطرہ میں ہے، لہٰذا مدد کے لئے فوری انتظامات کیے جائیں!

اس اثناء میں یہ خبر مکہ معظّمہ میں پھیل گئی کہ مسلمان قریش مکہ کے شام سے آنے والے قافلے کو لوٹنے آرہے ہیں اور اس پر مزید یہ کہ عمرو بن حضرمی کے قتل کا اتفاقی واقعہ بھی پیش آگیا، جس نے قریش مکہ کی آتش غضب کو مزید بھڑکا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور امر واقعہ کا اظہار فرمایا، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے جواب میں نہایت جاں نثارانہ و فدایانہ تقریریں کیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ (خزرج کے سردار) نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ!

خدا کی قسم! اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم سمندر میں کودنے کے لیے تیار ہیں۔‘‘ حضرت مقدادؓ نے کہا: ’’ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب خود جا کر لڑیں، ہم یہیں بیٹھے رہیں گے؛ بلکہ ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے، سامنے سے اور پیچھے سے لڑیں گے پھر انہوں نے اعلان کیا کہ ہم لوگ واقعی آپ کے تابعدار ہوں گے، جہاں آپ کا پسینہ گرے گا، وہاں ہم اپنا خون بہا دیں گے۔ آپ ابتدا کیجئے اور جنگ کا حکم فرمایئے، ان شاء اللہ اسلام ہی غالب آئے گا۔‘‘

جنگ کے لئے روانگی:

آپ ۱۲ رمضان ۲ ہجری مطابق ۸/ مارچ ۶۲۴ء تقریباً تین سو جاں نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے، ایک میل چل کر فوج کا جائزہ لیا، جو کم عمر تھے واپس کر دیئے گئے، عمیر بن ابی وقاصؓ ایک کم سن بچہ تھے، جب ان سے واپسی کو کہا گیا تو رو پڑے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، عمیرؓ کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کم سن سپاہی کے گلے میں تلوار حمائل کر دی، اب فوج کی کل تعداد (۳۱۳) تھی جس میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار تھے۔ اس لشکر نے غزوے کا نہ کوئی خاص اہتمام کیا تھا نہ ہی مکمل تیاری۔ چنانچہ پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے (ایک حضرت زبیرؓ بن عوام کا اور دوسرا حضرت مقدادؓ بن اسود کندی کا) اور ستر اونٹ، جن میں سے ہر اونٹ پر دو یا تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے۔ ایک اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور حضرت مرثد بن ابی مرثد غنویؓ کے حصے میں آیا تھا، جن پر تینوں حضرات باری باری سوار ہوتے تھے۔ مدینہ کا انتظام اور نماز کی امامت پہلے پہل حضرت ابنِ اُمّ مکتومؓ کو سونپی گئی، لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ رَوحاء تک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ کو مدینہ کا منتظم بنا کر واپس بھیج دیا۔

بدر کا جائے وقوع:

بدر، مدینہ منورہ سے تقریباً (۸۰) میل کے فاصلہ پر ایک کنویں کا نام ہے؛ جسے اس نواح کے ایک سردار بدر بن حارث یا بدر بن کلدہ نے کھدوایا تھا؛ لیکن بعد میں یہ ساری وادی بدر کے نام سے مشہور ہوگئی، یہاں ہر سال میلہ بھی لگتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر رسانی کے لیے دو حضرات لبیسہ اور عدی کو آگے روانہ کر دیا تاکہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لائیں۔ ادھر آپ روحا، منصرف، ذات اجلال، معلات، ائیل، سے گزرتے ہوئے، ۱۷/ رمضان کو بدر کے قریب پہنچے، خبر رسانوں نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آ گئے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہیں رک گئے اور فوجیں اتر پڑیں۔

صف آرائی کا دل کش منظر:

۱۷/ رمضان المبارک کو فجر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی تلقین کی، آپ کے ارشاد کے مطابق صحابہ کرامؓ نے صف بندی کی اور آہن پوش لشکر کو شکست دینے کا فولادی عزم لے کر میدان کی طرف چل پڑے، دوسری طرف قریشی لشکر تکبر و غرور میں بدمست،

۵ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس للبنات، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام پانچ روزہ ختم نبوت کورس برائے خواتین الجامعۃ العربیہ للبنات سلطان پورہ لاہور میں منعقد ہوا، جس میں کثیر تعداد میں خواتین اسلام نے شرکت کی۔ کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے رہنماؤں مولانا محبوب الحسن طاہر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا محمد سلیم، مولانا محمد اشرف، مولانا محمد وکیل، مولانا غلام رسول و دیگر علماء کرام نے لیکچرز دیئے۔ کورس سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح اور بنیاد ہے، عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ خواتین نے اسلام کے لئے عظیم قربانیاں دیں، اسلام کی ترویج اور اشاعت میں خواتین کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لئے خواتین بھرپور انداز میں اپنا کردار ادا کریں۔ علماء کرام نے کہا کہ خواتین کو قادیانی فتنے سے بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے، اگر ہماری محنت سے ایک بھی خاتون کو قادیانیت سمجھ آ گئی تو گویا پورا گھرانہ قادیانیت کے اثرات سے بچ گیا۔ قادیانیت چند شکوک وشبہات کا نام ہے، دلائل کی دنیا میں قادیانیوں کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں تمام مسلمان خواتین قادیانیوں کی چالبازیوں کو طشت ازبام کر کے اسلامی ماؤں اور بہنوں کو قادیانیت کے چنگل سے بچائیں۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو آیات مبارکہ اور ذخیرہ احادیث میں سے دو سو دس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اجماع امت کی دولت سے نوازا، سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔

نسلی تفاخر وعصبیت کے نعرے لگاتا ہوا سامنے موجود تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک تیر تھا، اس کے اشارے سے آپ مجاہدین کی صفیں سیدھی فرما رہے تھے۔ آپ نے ''مہاجرین'' کا علم حضرت مصعب بن عمیرؓ کے، ''خزرج'' کا علم حضرت حباب بن منذرؓ کے اور ''اوس'' کا علم حضرت سعدؓ بن معاذ کے حوالے فرمایا؛ اس طرح لشکر اسلام کی صف آرائی ہوئی اور مشرکین مکہ بھی مقابل میں صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں اپنے جاں نثار سپاہیوں کو دیکھا اور ان کی قلیل تعداد اور بے سر و سامانی کو بھی دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں یوں التجا کی:

''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا فرما۔ اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر نفوس ہلاک ہوگئے تو پھر قیامت تک تمام روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔'' (صحیح بخاری)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فتح کی بشارت دی اور ایک ہزار فرشتوں سے امداد فرمائی؛ جس کا تفصیلی ذکر سورہ الانفال میں موجود ہے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو کفار کے ساز و سامان، لاؤ لشکر اور کثرتِ تعداد کے باوجود مسلمانوں کا اپنے اللہ پر خالص ایمان، سچا توکل اور جذبۂ سرفروشی کام آیا، چنانچہ انہوں نے انتہائی شجاعت و بہادری اور ثابت قدمی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا؛ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکینِ مکہ کے پاؤں اکھڑ گئے ان کے متعدد بڑے بڑے سردار اور نامی گرامی رؤسا مارے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس معرکے میں قدم قدم پر ایسے مناظر پیش آئے، ایسے واقعات رونما ہوئے اور ایسے حالات سامنے آئے جن میں ایمانی قوت، دینی غیرت اور اسلامی حمیت نمایاں تھی، اس معرکے میں باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں صف آرائی ہوئی، عقیدے کے اختلاف پر تلواریں بے نیام ہوئیں اور مظلوم ومقہور نے ظالم وقاہر سے ٹکرا کر اسلام کی ابدی حقانیت کو تاریخ کے سنہرے صفحات پر ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیا۔

غزوۂ بدر کا مفصل ذکر قرآن مجید میں:

غزوۂ بدر کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور سورۃ الانفال اسی موقع پر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات گنوائے اور مال غنیمت وخمس کی تقسیم سے متعلق احکامات نازل فرمائے۔

غزوۂ بدر کو قرآنِ مجید میں ''یوم الفرقان'' (یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے دن) کے نام سے تعبیر کیا گیا، یعنی یہ وہ دن ہے جب حق وباطل، خیر وشر اور کفر واسلام کے درمیان فرق آشکار ہوگیا اور اقوام عالم کو بھی پتہ چل گیا کہ حق کا علم بردار کون ہے اور باطل کا نقیب کون ہے؟ چناں چہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اگر تمہیں اللہ پر یقین ہے اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتاری جس دن دونوں جماعتیں ملیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الانفال:۴۱)

جنگ کے محل وقوع کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے:

''جس وقت تم اِس کنارے پر تھے اور وہ اس کنارے پر اور قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا، اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ایک ساتھ وعدہ پر نہ پہنچتے، لیکن اللہ کو ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا، تاکہ جو ہلاک ہو وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے بعد زندہ رہے، اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔'' (الانفال:۴۲)

اسی طرح غزوۂ بدر میں کفار ومشرکین کے ساتھ قتال کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا، اور آپ نے مٹی نہیں پھینکی جبکہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی، اور تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے، بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔'' (الانفال:۱۷)

بدر میں اپنی خصوصی مدد و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمان الٰہی ہے:

''اور اللہ بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر کرو۔'' (آل عمران:۱۲۳)

''جب آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کے لیے تین ہزار فرشتے آسمان سے

اترنے والے بھیجے۔“ (آل عمران:۱۲۴)

”بلکہ اگر تم صبر کرو اور ڈرو اور وہ تم پر ایک دم سے آ پہنچیں تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر مدد کے لیے بھیجے گا۔“ (آل عمران:۱۲۵)

”اور اس چیز کو اللہ نے تمہارے دل کی خوشی کے لیے کیا ہے اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان ہو، اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔“ (آل عمران:۱۲۶)

پیغامِ بدر:

غزوۂ بدر، جو کفر اور اسلام کے درمیان پہلا فیصلہ کن اور تاریخ ساز مقابلہ ہے، اپنے اندر بے شمار روشن سبق اور عبرت و موعظت کے پہلو رکھتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اگر نصرت خداوندی اور رضائے الٰہی حاصل و شامل ہو تو اسلحہ اور تعداد کوئی معنی نہیں رکھتے؛ بل کہ بڑی سے بڑی جنگ بھی بے سروسامانی کے باوجود جیتی جا سکتی ہے۔ نیز اسلام میں رشتے صرف خون سے نہیں بنتے؛ بلکہ دین سے بھی بنتے ہیں، جو بسا اوقات خونی رشتوں سے زیادہ موثر، پائیدار اور مضبوط ہوتے ہیں۔

غزوۂ بدر سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ مسلمانوں میں اگر شوق شہادت زندہ اور تابندہ ہو، دلوں میں کامل ایمان ہو، دین پر مر مٹنے کا سچا جذبہ ہو، اور اللہ پر بھرپور توکل ہو تو انہیں کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی، وہ ہر معرکہ سر کر سکتے ہیں، ہر محاذ جیت سکتے ہیں، ہر میدان میں کامیاب و بامرام ہو سکتے ہیں اور باطل کے غرور و نخوت کو خاک میں ملا سکتے ہیں۔ ایسے ہی جو لوگ محض اسباب و وسائل کو سب کچھ سمجھتے ہیں، معجزات اور غیبی امداد کے بارے میں شکوک میں مبتلا رہتے ہیں، انہیں غزوۂ بدر کی تفصیلات کو غور سے پڑھنا چاہئے؛ تاکہ ایمان و یقین میں اضافہ اور مسبب الاسباب کی غیر محدود قدرت کا اندازہ ہو۔

مختصر یہ کہ بدر کی فتح نے اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی اور پھر اس کے بعد اسلام کرۂ ارض پر اس قدر تیزی سے پھیلا کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کسی کہنے والے نے سچ ہی کہا ہے:

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

”شہیدِ اہل بیت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے زمانے کے حکمرانوں کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑی تھیں۔ بنوامیہ اور بنوعباس کے حکمران دینِ اسلام کے صراطِ مستقیم سے دور تھے، امام صاحب ان کے مقابلے میں علَوی دُعَاۃ (اہلِ بیت اطہار کے سرکردہ حضرات مجاہدین جو اموی و عباسی بادشاہتوں کے خلاف خروج کیے ہوئے تھے) کے حق میں تھے۔ انہوں نے اموی بادشاہ ہشام بن عبدالملک کے خلاف حضرت زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن مولیٰ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) اور عباسی بادشاہ ابوجعفر منصور کے مقابلے میں حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ بن عبداللہ بن حسن بن امام حسن مجتبیٰ اور ان کے بھائی ابراہیم حسنی (رضی اللہ عنہم) کا جرأت و پامردی سے برملا ساتھ دیا حتیٰ کہ منصبِ شہادت پر فائز ہوئے۔ خطیب بغدادی نے زفر بن ہذیل کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن امام حسن بن مولیٰ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کی دعوت و خروج کے زمانے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت زور وشور سے ان کے موافق بات کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہماری گردنوں میں رسی ڈلوا کر ہی خاموش ہوں گے۔ اسی حال میں عباسی بادشاہ ابوجعفر منصور کا پیغام کوفہ کے گورنر کے پاس آیا کہ ابوحنیفہ کو ہمارے پاس بھیج دو، چناں چہ امام صاحب کو بغداد لے جایا گیا، جہاں جیل میں زہر دے کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ (تاریخ بغداد، العبر، ذہبی) اسی طرح آپ اموی بادشاہ ہشام بن عبدالملک کے خلاف امام زید رحمۃ اللہ علیہ کی مالی مدد کرتے رہے اور امام زید کے اس خروج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معرکہ بدر سے تشبیہ دی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ائمہ اہلِ بیت کی محبت و تائید ہی کی وجہ سے شہید کیا گیا، قضا کا مسئلہ تو محض بہانہ تھا۔ اسی لیے آپ بجا طور پر شہیدِ اہلِ بیت کہلانے کے حق دار ہیں اور تبھی حنفی یہ مانتے ہیں کہ چوتھے خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد ائمہ اہلِ بیت نبوی (سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بنوامیہ اور بنوعباس کے مقابلے میں شہدائے حق ہیں اور ان کے مؤیدین ہر دور میں ظالم و فاسق حکمرانوں کے خلاف حَسَنی حُسینی طرز پر رہے ہیں۔ (تفصیلات کے لیے ”امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی“ از علامہ سیّد مناظر احسن گیلانیؒ، ”شہیدِ اہلِ بیت“ از مفتی شریف اللہ کوثری مدظلہ ملاحظہ ہو)

مولانا محمد قاسم، کراچی

امتناع قادیانیت آرڈی نینس

شعائر اسلام کے تحفظ کا ضامن

مولانا محمد ابوبکر حنفی شیخوپوری

سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم کے سیاسی معاملات سے قطع نظر اگر ان کی نجی اور ذاتی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ ایک سچے مسلمان، عاشق رسول، تہجد گزار، شب زندہ دار، پارسا، خداترس اور دین کا درد رکھنے والے شخص تھے، ان کی آن ریکارڈ تقاریر اور انٹرویوز اس پر شاہد ہیں۔ بیک وقت سیاسی اور دفاعی میدان میں ذمہ داری نبھانے کے باوجود انہوں نے مادیت کو روحانیت پر غالب نہیں ہونے دیا اور اپنے مزاج ومذاق کے مطابق دین کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ اسی طبعی شرافت اور دینداری کا اثر ہی تھا کہ انہیں دشمنان اسلام سے حد درجہ نفرت تھی اور ان کی سیاسی امور میں مداخلت اور حکومتی عہدوں پر تعیناتی کو گوارا نہیں کرتے تھے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''امتناع قادیانیت آرڈی نینس'' ہے، جسے جاری کر کے انہوں نے امت مسلمہ کے حقیقی ترجمان اور نظریاتی لیڈر ہونے کا ثبوت دیا اور وہ آرڈی نینس قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا۔

دفاع ختم نبوت کے سلسلہ میں یہ تیسری تحریک دراصل سابقہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء دونوں تحریکوں کا حتمی نتیجہ اور امت مسلمہ بالخصوص اسلامیان پاکستان کی جانی ومالی قربانی اور سیاسی وقانونی جدوجہد کا ثمرہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی مہربان اور قدر دان ہے، وہ اپنے بندے کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا، پھر وہ کوشش جو ذاتی مفاد کے لئے نہیں بلکہ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عصمت اور علو ومرتبت کے دفاع کے لئے ہو، اس کو وہ کس طرح بے ثمر چھوڑ سکتا ہے؟ اس نے مجاہدین ختم نبوت کی مخلصانہ کاوشوں کی بدولت اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو آرڈی نینس نمبر ۲۰ موسوم بنام ''امتناع قادیانیت آرڈی نینس'' جاری کیا گیا اور اس آرڈی نینس کے ذریعے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی اور سی کا اضافہ کیا گیا، جس کے تحت قادیانیوں کے دونوں گروپوں احمدیوں اور لاہوریوں کے لئے تمام شعائر اسلام کے اظہار پر پابندی عائد کر دی گئی، اس پابندی کی رو سے قانوناً منع کر دیا گیا کہ قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے، اپنی عبادت گاہ پر مینار اونچے نہیں کر سکتے، مرزا غلام احمد قادیانی کو جس شخص نے دیکھا اس کو صحابی قرار نہیں دے سکتے، مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کو ام المومنین اور اس کے اہل خانہ کو اہل بیت نہیں کہہ سکتے۔ غرضیکہ نہ اسلامی شناخت کی طرف مشعر کسی لقب کو استعمال کر سکتے ہیں اور نہ ہی شعائر دینی کا اظہار کر سکتے ہیں۔

حکومت کی طرف سے مذکورہ پابندی اہل علم، عوام وخواص اور پوری امت کے دل کی آواز تھی اور اس فیصلے نے مذہبی اور عوامی حلقوں میں خوب داد وتحسین وصول کی۔ اس لئے کہ اسلامی شعائر کا مسئلہ دین میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے، شعائر وہ چیزیں کہلاتی ہیں جو کسی بھی مذہب کا خاصہ ہوتی ہیں اور اس مذہب کو دوسرے مذہب سے جدا کرتی ہیں، جیسے: اذان، قربانی اور حج وغیرہ کا تعلق خالصتاً اسلام سے ہے، یہ عبادات کسی دوسرے مذہب میں مشروع نہیں رہیں تو اس بنا پر یہ چیزیں اسلام کے شعائر تصور کی جائیں گی۔ اب اگر کوئی شخص اسلام مخالف نظریات کا حامل ہو، ملحدانہ اور باطل عقائد کا معتقد ہو، زندقہ کی راہ پر چل رہا ہو اور اس کے باوجود اپنا تعارف اسلامی تشخص کے طور پر کروائے اور اپنے آپ کو مذہب کے لبادے میں ملبوس کر کے لوگوں کے سامنے آئے تو اس سے دینی قدریں پامال ہوں گی اور اسلام کا ڈھانچہ مجروح ہوگا، اس کے اس طرز عمل سے یہ تأثر قائم ہوگا کہ شاید یہی اس مذہب کی تعلیمات ہیں اور اسلام جو کہ دین فطرت اور بیش بہا خوبیوں کا حامل مذہب

ہے، ایسے ملاحدہ اور زنادقہ کی گھٹیا حرکتوں کی وجہ سے اقوام عالم کے سامنے اپنی قدر کھودے گا۔لہٰذا اس قانون کا نفاذ شعائر اسلام کا محافظ اور مدافع ہونے کی وجہ سے اسلامیان پاکستان کے لئے خوش آئند قرار پایا۔

اگر اس قانون کو تسلیم کرنے کی بات کی جائے تو اس حوالے سے معروضی صورتحال یہ ہے کہ قادیانی روز اول سے اس قانون کو اعتقادی اور عملی طور پر ماننے سے انکاری رہے ہیں۔ اعتقادی طور پر وہ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس بات کا رونا روتے ہیں کہ ہم پر یہ بلا جواز پابندیاں عائد کرکے ہمارے مذہبی حقوق کو سلب کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی فہرست سے نکال کر ہم پر ظلم عظیم کیا گیا ہے، پھر اپنے نام نہاد حقوق کی جنگ لڑنے اور مذہبی آزادی کا بے بنیاد مقدمہ لڑنے کے لئے اپنے آقا امریکا کی دہلیز پر جا کر اپنا سر رگڑتے ہیں اور اس کے ذریعے سے پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ ہمیں ان پابندیوں سے آزاد کیا جائے۔کسی ملک کے قانون پر عمل نہ کرنا چھوٹا جرم ہے لیکن سرے سے اس کے قانون کو ہی ٹھکرا دینا غداری اور ایک منتخب حکومت کی بغاوت کے زمرے میں آتا ہے، ہمارے حکمرانوں کا یہ طرز عمل انتہائی افسوسناک اور ان کی حب الوطنی پر سوالیہ نشان ہے کہ جو لوگ ملک کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے اور غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود بڑی ڈھٹائی سے خود کو مسلمان باور کروا رہے ہیں، ان کو ملک میں برداشت بھی کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے بیانات، پریس کانفرنسز اور نجی ملاقاتوں میں ان کو قانون میں نرمی لانے کی تسلیاں بھی دیتے ہیں اور جو لوگ فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں سرگرم عمل ہیں، ان کے اسلام مخالف بیانیے اور ملک دشمن سرگرمیوں کا پردہ چاک کرکے ان کی حقیقت اور اصلیت عوام پر آشکارا کرتے ہیں اور انہیں قانون کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتے ہیں، ایسے عاشقان دین اور محبان وطن کے گرد گھیرا تنگ کر کے انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ دفاع ختم نبوت کے محاذ سے دور رہیں اور نماز روزہ پڑھ کر، سیدھے سادے مسلمان بن کر زندگی گزاریں۔ تعجب ہے کہ وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالتے وقت پوری قوم کے سامنے آئین کی پاسداری اور علی الاطلاق اس کے نفاذ کا حلف اٹھانے کے باوجود ملک و ملت کے دشمنوں سے ان کا رویہ دوستانہ اور مذہب و ملک کے خیر خواہوں کے ساتھ ان کا سلوک سوتیلی ماں جیسا ہوتا ہے۔

نظریاتی طور پر مذکورہ قانون کو یکسر رد کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور بھی قادیانی اس قانون کی دھجیاں اس طرح اڑاتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اپنی کوٹھیوں، دکانوں اور مارکیٹوں پر جلی حروف سے کلمہ طیبہ آویزاں کرتے ہیں، خفیہ طور پر اپنا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں، اپنی عبادت گاہ پر مینار کھڑے کرتے ہیں، اذان کہتے ہیں، مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردوں کی تدفین کرتے ہیں، جہاں موقع مل جائے سادہ لوح عوام کو مختلف حیلوں بہانوں سے اپنے جھوٹے مذہب کے دام فریب میں پھنسا کر انہیں اسلام اور ایمان کی نعمت سے محروم کرتے ہیں۔

عموماً لوگ کہتے ہیں کہ آپ مرزائیوں کے ساتھ اتنا سخت رویہ رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ ذرہ بھر بھی نرم گوشہ رکھنے کے قائل نہیں، اتنا شدید رویہ آپ کا یہود و ہنود، نصاریٰ و مجوسی اور دیگر کفار کے ساتھ نہیں جو اعلانیہ کافر ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ یاد رکھیں! قادیانیت جس قدر اسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرناک ہے اتنا کوئی اور مذہب نہیں، اس لئے کہ بقیہ تمام کفار اپنے آپ کو مسلمان ڈکلیئر نہیں کرتے اور اپنی عبادات، فرائض اور رسومات الگ ٹائٹل کے ساتھ کرتے ہیں جس سے اسلامی تعلیمات پر قدغن نہیں لگتی۔ مثلاً عیسائیوں کا ایک فرقہ تثلیث یعنی تین خداؤں کا قائل ہے اور یہ نصاریٰ کا مشہور عقیدہ ہے، اب ان کے اس عقیدے کو جان کر کوئی شخص بھی اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہوگا کہ یہ عقیدہ اسلام کا ہے، اس لئے کہ یہ عقیدہ بیان کرنے والا مدعی عیسائیت ہے نہ کہ مدعی اسلام یعنی وہ اپنا عقیدہ نئے مذہب کے تعارف اور شناخت کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔

اب مسلمان ختم نبوت کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ قرآن وسنت کی صحیح اور صریح نصوص اور اجماع امت سے ثابت ہے، مرزائی اس قطعی عقیدے کا ظلی اور بروزی کی تاویل کے چور دروازے سے انکار کرتے ہیں اور اجرائے نبوت کے قائل ہیں، تو جو غیر مسلم مرزائیوں سے یہ عقیدہ سنے گا، وہ یہ تأثر قائم کرے گا کہ اجرائے نبوت کا عقیدہ اسلام کا ہے، حالانکہ اسلام کا عقیدہ ختم نبوت کا ہے۔اس لئے اکابر فرماتے ہیں کہ قادیانی فرقہ نہیں بلکہ فتنہ ہے جو کہ اسلام کے لئے تمام انواع کے کفار سے زیادہ خطرناک ہے۔

☆☆.................☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

مدرسہ عطاء العلوم خانقاہ جمالیہ نوتک: برادر عزیز مولانا قاضی احسان احمد سلمہ کے حکم پر ۱۰/مارچ مدرسہ عطاءالعلوم نوتک کے سالانہ اجتماع میں حاضری ہوئی۔ اس ادارہ کے بانی ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے شاگرد رشید اور مشہور نقشبندی بزرگ حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندیؒ چکوال کے خلیفہ مجاز مولانا بشیر احمد شاہجمالیؒ تھے۔ آپ نے مدرسہ اور خانقاہ کو ساتھ ساتھ چلائے رکھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا اسعد حبیب شاہجمالی مدظلہ نے اپنے والد محترم کی امانت کو سنبھالا ہوا ہے۔ یہاں ہر سال دو روزہ روحانی اجتماع منعقد ہوتا ہے، جس میں صوفیاء کرام اور مشائخ عظام روحانی بیماریوں کا حل ارشاد فرماتے ہیں۔ راقم ضلع ڈیرہ غازی کے مبلغ مولانا محمد اقبال سلمہ کی معیت و رفاقت میں ۱۰/مارچ کو حاضر ہوا۔ ظہر کی نماز کے بعد خانقاہ جمالیہ کی مسجد میں جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد ہمارے مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے داماد مولانا حبیب اللہ علی پوری کا بیان ہوا اور میرے بعد امام المناظرین حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کے فرزند ارجمند مولانا عمر فاروق تونسوی کا بیان ہوا۔ راقم نے ’’تحریک ختم نبوت میں خانقاہوں کا کردار‘‘ کے عنوان سے تقریباً پون گھنٹہ بیان کیا۔ پروگرام سے فارغ ہو کر رات کو آرام وقیام نو تعمیر شدہ دفتر ختم نبوت ڈیرہ میں رہا۔

آئیڈیل پبلک اسکول کے اسٹوڈنٹس سے خطاب: ۱۱/ مارچ صبح دس بجے آئیڈیل پبلک اسکول کے ٹیچرز اور اسٹوڈنٹس سے بیان کیا اور انہیں ’’عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔ اسکول میں ابتدائی کلاسوں میں تقریباً ایک سو بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں، انہیں ان کی اپنی سرائیکی زبان میں بیان کیا۔

جامع مسجد الاقصیٰ (گول مسجد): جمال سرور کالونی ڈیرہ غازی خان میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر درس دیا۔ جامع مسجد الاقصیٰ ہمارے نو تعمیر شدہ دفتر کے قریب ہے۔ مولانا محمد اشرف سلمہ خطیب ہیں، جنہوں نے چناب نگر کا ختم نبوت کورس بھی کیا ہوا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن غفاری: ڈیرہ غازی خان مجلس کے سابق مبلغ و امیر مولانا صوفی اللہ وسایاؒ (ٹکی کدو) کے فرزند ارجمند اور مجلس ڈیرہ کے امیر ہیں، ان کا تقاضا تھا کہ ناشتہ ہمارے ہاں ہو جائے تو مبلغ صاحب نے کہا کہ آپ دفتر میں لے آئیں تو موصوف اپنے دیہاتی ذوق کے مطابق ناشتہ لائے، کئی ایک احباب نے مل کر کھایا اور صوفی صاحبؒ کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ جناب محمد خان جونیجو کے دور اقتدار میں ایک قادیانی میر مند مرا تو اسے کوٹ قیصرانی کی مسجد میں دبایا گیا۔ اس کے نکالنے کے لئے تحریک چلائی گئی۔ تحریک تشدد کی نذر ہونے کے باوجود مردود قادیانی کو مسجد سے نکالا گیا۔ میر مند کا بیٹا سیف الرحمٰن قیصرانی ریلوے کے جنرل منیجر کی حیثیت سے ریٹائر ہوا اور قادیانیت پر مرا۔ سیف الرحمٰن قیصرانی کا بیٹا سردار امام بخش خان قیصرانی ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے ہاتھ پر مولانا حبیب الرحمٰن تونسوی، مولانا عبدالعزیز لاشاری اور راقم کی موجودگی میں حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ صوفی اللہ وسایاؒ متحرک انسان تھے۔ اہل علاقہ کے سماجی کاموں میں ان کے ساتھ بھرپور تعاون فرماتے، افسران بالا بھی ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ بلا مبالغہ سینکڑوں دکھی انسانوں کے کام آئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا عبدالرحمٰن غفاری مجلس کے امیر بنائے گئے، اپنے والد محترم کی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

خطبۂ جمعہ: ڈیرہ غازی خان سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر کوٹ ہیبت ہے۔ اس میں کچھ گھرانے قادیانیوں کے بھی ہیں۔ ۱۱/ مارچ کا جمعۃ المبارک کوٹ ہیبت کی جامع مسجد میں ہوا۔ جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں سے خطاب کا موقع ملا۔

جامعہ محمودیہ بستی انوجہ علی پور کے جلسہ میں شرکت: جمعہ سے فارغ ہو کر علی پور کا سفر کیا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں کوٹلہ رحیم علی شاہ کی عظیم الشان جامع مسجد میں ادا کیں۔ مغرب کے بعد بستی انوجہ کا سفر کیا۔ جامعہ محمودیہ کے بانی مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ تھے۔ اس مدرسہ میں ساٹھ سال سے

جلسہ منعقد ہوتا چلا آرہا ہے۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ (والد محترم مولانا محمد یحییٰ عباسی)، مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ، علامہ عبدالستار تونسویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا سیّد نیاز احمد شاہ تلمبہ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا سیّد عبدالکریم شاہ، مولانا سیّد عبدالمجید شاہ ندیم، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا عبدالکریم ندیم سمیت تمام بزرگان جمعیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تنظیم اہلسنت پاکستان خطاب فرماتے رہے۔

راقم کو پہلی مرتبہ ۱۱؍مارچ عشاء کی نماز کے بعد کی نشست میں حاضری کا موقع ملا۔ اجلاس کی صدارت مولانا حبیب اللہ علی پوری (داماد مولانا محمد لقمانؒ) نے کی اسٹیج سیکریٹری کے فرائض نبیرہ مولانا علی پوریؒ مولانا شبیر احمد لقمان نے سرانجام دیئے۔ مولانا حمزہ لقمان، قاری حفیظ اللہ، مولانا عطاء اللہ نے جلسہ کے انتظامات میں بھرپور شرکت کی۔ اللہ پاک ادارہ کو تاقیام قیامت جاری وساری رکھیں اور مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے خاندان کو اتحاد واتفاق کے ساتھ ادارہ کی خدمت کی توفیق دیں۔

جامع مسجد زبیر گلشن راوی لاہور میں دوروزہ کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۷، ۱۸؍مارچ ۲۰۲۲ء کو جامع مسجد زبیر گلشن راوی میں دو روزہ کورس مغرب سے عشاء تک منعقد ہوا، جس کی صدارت مقامی یونٹ کے امیر مولانا قاری عزیزالرحمٰن مدظلہ نے کی اور انتظامات کی نگرانی بھی، ۱۷؍مارچ مجلس کراچی کے راہنما مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور قادیانیوں کی عقیدۂ ختم نبوت سے بغاوت کے عنوان پر خطاب کیا، جس میں دوسو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ ۱۸؍مارچ کو محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول اور امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے عنوان پر خطاب کیا۔ یہ سبق مغرب سے عشاء تک جاری رہا۔ عشاء کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ حضرت الحاج حافظ صغیر احمدؒ کے جانشین مولانا مفتی انیس احمد مظاہری مدظلہ نے شب برأت کے عنوان پر خطاب فرمایا اور شرکاء کورس میں اعزازی اسناد تقسیم کیں۔ پروگرام نو بجے رات تک جاری رہ کر مولانا انیس احمد مظاہری کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

جامع مسجد تلوار والی میں خطبۂ جمعہ: جامع مسجد تلوار والی انارکلی لاہور کے بانی مولانا میاں محمد ابراہیم تھے، جو ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے انارکلی اور مضافات کی جامع مساجد کے ائمہ وخطباء اور انتظامیہ اہل حق کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک جلسہ میں آغا شورش کاشمیریؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”میاں ابراہیمؒ جیسے دس باہمت علماء کرام ہوں تو لاہور سے قادیانیت کا وجود ختم ہوسکتا ہے۔“ مولانا محمد ابراہیمؒ کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا میاں عبدالرحمٰن ان کے جانشین بنے۔ انتہائی جوش وجذبہ اور ایمانی غیرت رکھنے والے عالم دین تھے۔ اہل حق کی تمام جماعتوں بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھنے والے انسان تھے، کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست بھی رہے۔ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندان مولانا محمد میاں، احمد میاں، محمود میاں نے مسجد ومدرسہ کا نظم سنبھالا بلکہ ”کم ترک الاولون للآخرین“ بہت سے کام ایسے تھے کہ بڑے نہ کرسکے چھوٹوں نے کرکے دکھا دیا۔ تین منزلہ خوبصورت مسجد اور اس کا دیدہ زیب فرنٹ اور ہال ان کی مساعی جمیلہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ۱۸؍مارچ جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے اسی مسجد میں دیا، جس میں دو ہزار سے زائد نمازیوں نے شرکت کی۔

علی پور چٹھہ میں حاضری: مولانا شاہد حنیف نوجوان، متحرک عالم دین ہیں، پھالیہ جاتے ہوئے چندلمحہ ان کے ہاں قیام وآرام کیا، بلکہ احباب سے ملاقات کی۔ ہمارے بہت ہی جماعتی مہربان مولانا محمد اقبال نعمانیؒ ہوتے تھے۔ جنہوں نے تقریباً نصف صدی علاقہ میں دینی خدمات سرانجام دیں۔ راقم کو ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ موصوف خیرالمدارس ملتان کے قدیمی فضلاء میں سے تھے۔ ان کے ادارہ مسجد میں ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، استاذ محترم مولانا محمد حیاتؒ بارہا تشریف لائے۔ ان کی مسجد کے خزانچی کے پاس ایک قادیانی آتا اور اسے قادیانیت کی تبلیغ کرتا تو اس ساتھی نے حضرت مولانا محمد اقبال نعمانیؒ سے ذکر کیا اور کہا کہ وہ مناظرہ کا چیلنج دیتا ہے۔ مولانا نعمانیؒ نے ملتان خط لکھا۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ایک کتابوں کے بکس کے ساتھ تشریف لائے، لیکن اسے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کی تفصیلات ”فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سوانح وافکار“ میں دیکھی جاسکتی ہے، تو مولانا شاہد حنیف سلمہ نے مولانا نعمانی مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا محمد قاسم نعمانی کو میری آمد کی اطلاع کی تو موصوف تشریف لائے، کافی دیر مجلس گرم رہی۔

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون
شفاعتِ نبیِ اکرم ﷺ کا ذریعہ
اللہ رسول محمد
پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم
اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے
زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجئے
نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔
رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔
اپیل کنندگان
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
امیر مرکزیہ
مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظمِ اعلیٰ
ترسیل زر کا پتہ
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340